اے۔بی۔سی (آڈٹ بیورو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت

لہٗ دعوۃ الحق

فون نمبر دارالعلوم : ۴ قرآن وسنت کی تعلیمات کا علمبردار فون نمبر رہائش : ۲

جلد نمبر : ۱۹ ماہنامہ **الحق** اکوڑہ خٹک جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ

شمارہ : ۵ مدیر : سمیع الحق فروری ۱۹۸۴ء

بدل اشتراک

پاکستان میں سالانہ	-/۳۵ روپے	بیرون ملک سالانہ عام ڈاک	۴ پونڈ
″ ″ فی پرچہ	۳/۵۰ روپے	″ ″ ″ ہوائی ڈاک	۷ پونڈ

سمیع الحق استاد دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وفاق المدارس العربیہ

نقشِ آغاز

وفاق المدارس کے حالیہ اجلاس ملتان بالخصوص اس کے نصاب کمیٹی میں احقر نے نہ صرف شمولیت کا ارادہ کر لیا تھا بلکہ سفر پر روانہ بھی ہو چکا تھا کہ بعض دیگر درپیش عوارض کی وجہ سے سفر ملتوی کرنا پڑا احقر کی طرف سے دار العلوم کے ایک فاضل مدرس مولانا عبد القیوم نے شرکت کی اور واپسی پر جو مختصر رپورٹ لکھی اسی کو ان صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے۔

(سمیع الحق)

مدارس عربیہ پاکستان کی تنظیم وفاق المدارس کے ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ / مارچ ۱۹۸۴ء کو قاسم العلوم ملتان میں نصاب تعلیم کمیٹی، مجلس عاملہ اور مجلس شورٰی کے کئی مختلف اجلاس منعقد ہوئے جن میں صدر وفاق مولانا محمد ادریس صاحب اور ناظمِ اعلیٰ مولانا سلیم اللہ خان صاحب کراچی کے علاوہ ملک کے چاروں صوبوں سے سینکڑوں مقتدر علماء اور دینی مدارس کے مہتممین اکابر علماء و اساتذہ اور دینی جرائد کے مدیران گرامی نے شرکت کی، سہ روزہ اجلاس کی مختلف نشستوں میں وفاق کی تنظیم استحکام، وسعت اور طریق کار کے سلسلہ میں غور و خوض کیا گیا۔ مدارس عربیہ کے نصاب تعلیم کی یکسانیت اور درس نظامی کی تشکیل جدید کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا، اور الحمد للہ کہ وفاق کو اس سلسلہ میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔

علمی انحطاط، اجتماعی پراگندگی، بے نظمی، سیاسی بے شعوری، افتراق و انتشار اور تعلیمی و علمی حلقوں کے زوال و اضمحلال کے اس دور میں صرف "وفاق المدارس العربیہ" کی تنظیم ہی ایک ایسا نقطۂ وحدت ہے جس پر ولی اللہی قافلہ سے تعلق رکھنے والے تمام طبقے جمع ہیں اور الحمد للہ کہ اب "وفاق" ایک غیر منقسم وحدت بن چکا ہے۔ برصغیر میں جب انگریزی استعمار کے نتیجے میں انگریزی تمدن، انگریزی تہذیب اور اباحیت و الحاد کا سیلاب بڑھنے لگا تو انگریزی تعلیم و تہذیب عزت و وقار کا معیار بن گئی۔ اور قوم کا عمومی رخ دینی علوم کی بجائے لارڈ میکالے کی تعلیم کی طرف موڑ دیا گیا اور استعماری طاقتیں اپنے خاص منصوبوں کے ساتھ تخویف و تحریص اور طمع و لالچ کے ساتھ اور تمام وسائل کو بروئے کار لا کر اہلِ اسلام کو دین حقہ سے برگشتہ کرنے لگیں ایسے پُر آشوب حالات اور کٹھن دور میں حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی اور آپ کے رفقاء نے بالہام ربانی ایک منظم شکل میں دینی مدارس قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ مدرسہ عربیہ دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور اور دیگر کئی مدارس کی بنیادیں رکھی گئیں۔ رفتہ رفتہ یہ تحریک پورے ہندوستان میں پھیل گئی اور دینی مدارس کا

ایک وسیع جال بچھا دیا گیا۔

تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں مدارس عربیہ کو جو سب سے زیادہ خطرہ لاحق رہا وہ یہ کہ یکے بعد دیگرے ہر حکومت مدارس عربیہ کو اپنی تحویل میں لے کر ان کا رُخ جدید عصری علوم کیطرف موڑنا چاہتی تھی اور اس طرح دینی مدارس کو اپنے مقصد و موضوع کے اعتبار سے اپاہج کرنا مقصود ہوتا تھا۔ اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ دینی مدارس جو کسی حکومت کے دخل کے بغیر آزادانہ و خود مختارانہ خدمات انجام دے رہے ہیں کا رضاکارانہ طور ایک ایسا بورڈ اور تنظیم تشکیل دی جائے جو مدارس عربیہ کے تحفظ و بقا اور استحکام کے ساتھ ساتھ نصاب تعلیم میں یکسانیت، تعلیمی معیار کی بلندی، امتحانات اور ان کے طریق کار اور نظم وضبط کو بہتر سے بہتر اور معیاری بنانے کا کام کرے اور سب کو ایک لڑی میں پرو کر ملت کی وحدت کو برقرار رکھے۔

چنانچہ اکابر علمائے دیوبند نے اپنے ایک اہم اجلاس میں اس تجویز کی منظوری دے دی جو مختلف مراحل سے گزر کر بالآخر ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ کو وفاق المدارس العربیہ کے نام سے ایک جامع عالمگیر اور وسیع تنظیم کی صورت میں وجود میں آئی۔

چنانچہ وفاق نے اپنے یوم تاسیس سے لیکر آج تک مرحلہ وار جتنی خدمات بھی سرانجام دی ہیں سب کا اصل محور اور خلاصہ مدارس عربیہ کو ایک نقطۂ وحدت پر جمع کرنا ہے۔ اور بحمداللہ کہ اس مقصد میں وفاق اور خاص کر موجودہ قیادت کو کافی حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ مدارس جو انفرادیت، بدنظمی اور علمی و فکری انحطاط و اضمحلال کا شکار تھے، فکری و علمی ترقیوں کی طرف گامزن ہوئے اور وفاق کی برکت سے دینی علوم اور تعلیمی نصاب و نظام اور باہمی ربط و اعتماد اور آپس میں اتحاد و اتفاق میں بیش بہا اضافہ ہوا اور اب بحمداللہ وفاق سے وابستہ مدارس کی تعداد ایک ہزار کے قریب پہنچ چکی ہے۔ جبکہ اس سے قبل وفاق سے وابستہ مدارس کی تعداد تین سو کے لگ بھگ تھی۔

حکومت کے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اور مدینہ یونیورسٹی سے سندات کا معادلہ، معادلہ کے لئے انگریزی کی شرط ختم کرانے کے ساتھ وفاق کو ملک و بیرون ملک اور اعلیٰ علمی حلقوں میں متعارف کرانا اور اس نوع کی کئی خدمات کا سہرا وفاق المدارس کی موجودہ قیادت کے سر ہے۔ وفاق کی تنظیم اور اب نصاب تعلیم کے سلسلہ میں سرپرست وفاق المدارس حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ اور دارالعلوم حقانیہ کے اکابر اساتذہ نے بھی خوب دلچسپی سے حصہ لیا چنانچہ ۲۶ نومبر ۱۹۸۳ء کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے تمام اساتذہ کی میٹنگ بلائی اور نصاب کے سلسلہ میں اہم تجاویز مرتب کیں اور نصاب کمیٹی کے نام ایک پیغام میں فرمایا: "نصاب تعلیم میں غور و فکر اور ترمیم و اضافہ کا مطمح نظر مدرسہ کی تعلیم مدرسہ کے طالب علم کی

ذمہ داری ، اسباق کی ترتیب ، اوقات کا لحاظ ، محنت و مطالعہ اور تکرار کے اوقات ، دماغی سکون اور دماغی صلاحیتوں کو جلا دینے اور صیقل کرنے والے ذرائع اکابر و اسلاف کے علوم و معارف سے وابستگی علمی کمالات ، امتیاز و اختصاص ، صدق و اخلاص کے ساتھ موجودہ دور میں اس کا کردار دنیا کے نقشہ میں اسکی حیثیت اور جان بلب ملت مرحومہ اور مطلق انسانیت کے لئے اسکی مسیحائی و جاں نوازی اور اس کے عظیم علمی و عرفی مقاصد اور فوائد کی اہمیت ، ہونی چاہیئے ۔

۳۱ جنوری ۱۹۸۴ء کو مولانا سمیع الحق صاحب کے مشورہ سے احقر راقم الحروف نے نصاب کمیٹی کے فاضل ارکان کے نام ایک تفصیلی خط لکھا جسے وفاق کے مرکزی دفتر ملتان نے تقسیم کیا اور علمی حلقوں میں پسند کیا گیا اور اب الحمدللہ کہ وفاق اپنے حالیہ سہ روزہ اجتماع میں ایک ایسے جامع نصاب تعلیم اور درس نظامی کی تشکیل میں کامیاب ہوگیا جو مدارس عربیہ کے اکثر حضرات کی رائے سے ہم آہنگ ہے ۔ اور علمی رسوخ و استعداد کو برقرار رکھنے کا ضامن ہے ۔ عاملہ اور شوریٰ نے متفقہ طور پر اس نصاب تعلیم کی منظوری دیدی ہے ۔

تیسرے روز مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں مولانا محمد ادریس صاحب کو صدارت مولانا سلیم اللہ خان کو حسب سابق متفقہ طور وفاق المدارس العربیہ کی نظامت کی ذمہ داری دوبارہ سونپ دی گئی —— دارالعلوم حقانیہ اور الحق شوریٰ کے فیصلہ کو صحیح اور وقیع قرار دیتے ہوئے ہر دو حضرات کو دوبارہ منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہے ۔

ہماری دعا ہے کہ وفاق کی تنظیم ایک خالص علمی اور مسلکی تنظیم رہے اور اسے موجودہ پرفتن دور کے سیاسی جھمیلوں اور گروہی تعصب و تحزب سے ہر لحاظ سے دور رکھا جائے جس کا نتیجہ بالآخر انتشار اور کسی ادارہ و تنظیم کے اختلال اور بربادی ہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے ۔ اکابر وفاق کا فرض ہے کہ وہ ہر ایسی حرکت اور اقدام سے وفاق کو محفوظ رکھیں گے جو اس تنظیم کو سبوتاژ کرنے کا سبب بن سکتا ہو ورنہ تیس سال کی ساری محنت پر گھنٹوں میں پانی پھر جائے گا ۔ ولا فعلہا اللہ ۔

✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡

خاص برائے الحق

قسط ۲

مولانا محمد شہاب الدین ندوی، ناظم فرقانیہ اکیڈمی
بنگلور ۔ ۵۷

عورت اور آزادانہ سیر و سیاحت

ایک آیت قرآنی پر بحث

لفظ سیاحت و رہبانیت کی تحقیق قرآن، حدیث اور کلام عرب کی روشنی میں

اب رہا یہ امر کہ سائح کو روزہ دار کیوں کہا گیا اور اسکی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ تو اس پر بحث کرتے ہوئے موصوف تحریر فرماتے ہیں: وقیل: انما قیل للصائم سائح لأن الذی یسیح متعبداً یسیح ولازاد معه انما یطعم اذا وجد الزاد۔ والصائم لا یطعم ایضاً فلشبهه به سمی سائحاً۔ اور کہتے ہیں کہ روزہ دار کو سائح اس وجہ سے کہا گیا ہے۔ کیونکہ جو سیاحت کرتا ہے وہ عبادت گزار کی سیاحت کرتا ہے جس کیساتھ کسی قسم کا توشہ نہیں ہوتا۔ اور وہ صرف اسی وقت کھاتا ہے جب کہ اس کو کچھ میسر آجاتا ہے۔ اور روزہ دار کا بھی یہی حال ہے، لہذا اسی مناسبت و مشابہت کی بناء پر روزہ دار کو سائح کہا گیا۔

وسُئل ابن عباسؓ وابن مسعودؓ عن السائحین، فقال هم الصائمون۔ نیز ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ سے سائحین کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ روزہ دار ہیں۔

نیز موصوف حضرت مسیح علیہ السلام کی وجہ تسمیہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ "مسیح" بھی ساح یسیح سے مشتق ہے کیونکہ بعض اقوال کے مطابق آپ زمین میں چلتے پھرتے تھے اور جہاں کہیں رات ہو جاتی اپنے قدم جماکر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ پھر مزید تحریر فرماتے ہیں: وسیاحة هذه الأمة الصیام ولزوم المساجد۔ اور اس امت کی سیاحت روزے رکھنا اور مساجد کو لازم پکڑنا ہے۔[۹]

اور مشہور لغت داں مجدالدین فیروز آبادی اپنی شہرہ آفاق لغت "القاموس المحیط" میں رقمطراز ہیں: والسیاحة ..... الذهاب فی الارض للعبادة، ومنه المسیح بن مریم۔ اور سیاحت کے معنی عبادت کی غرض سے زمین میں چلنے کے ہیں اور مسیح ابن مریمؑ اسی سے مشتق ہے۔

۹۔ ملاحظہ فرمایئے لسان العرب از ابن منظور افریقی مصری۔ ۲/۴۹۳

والسائح الصائم الملازم للمساجد : اور سائح روزہ دار کو کہتے ہیں جو مسجد کو لازم پکڑے ہوئے ہو[10]
معلوم ہوا کہ سیاحت کے معنی روزہ رکھنا کسی مُلّا کی ایجاد یا کسی عجمی سازش کا نتیجہ نہیں بلکہ عربی لغات و زباندانی کا ایک مسلمہ معنٰی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عربی کی چھوٹی بڑی تمام لغات میں یہ معنی مذکور و موجود ہیں۔ چنانچہ المعجم الوسیط دنیائے عرب کی ایک جدید ترین لغت ہے، جس کو ماہرین لغت کی ایک جماعت نے ایک علمی ادارے (اکیڈمی) کے ماتحت تیار کیا ہے۔ اور اس میں اس لفظ کے حسب ذیل معنی مذکور ہیں۔

(سَاحَ) الماء ونحوه ــــ سَيحاً وسيحاناً : سال وجرى - یعنی پانی کا بہنا۔

فلان فی الارض سيحاً وسيحاناً وسياحة : ذهب وسار - چلنا، درج کرنا۔

ذهب فيها للتعبد والترهب : عبادت و ریاضت کی خاطر نکلنا۔

لَزِم المسجد : مسجد سے چپٹے رہنا۔

أدام الصوم : دائمی روزہ رکھنا۔

(السائح) الصائم الملازم للمساجد : سائح وہ روزہ دار ہے جو مسجدوں میں جما ہوا ہو۔

المتنقل فی البلاد للتنزه أو للاستطلاع والبحث ونحو ذلك : وہ شخص جو تفریح یا اطلاع یا کسی بحث کی خاطر مختلف شہروں میں پھرنے والا[11]

اس میں اگرچہ قدیم معنی کے ساتھ ساتھ بعض جدید معنی کی رعایت بھی ملحوظ رکھی گئی ہے۔ مگر قدیم مفہومات و تصوّرات کو بھی جوں کا توں درج کیا گیا ہے۔

اور تو اور دنیائے عرب کی مقبول ترین لغت المنجد ایک عیسائی پادری کی لکھی ہوئی ہے۔ اور اس میں بھی وہی معانی مذکور ہیں جو دیگر کتب لغت میں موجود ہیں۔

ساح يسيح سيحاً وسيحاناً وسياحةً وسيوحاً : ذهب فی الارض للعبادة والترهب ،
جال فی البلاد فهو [سائح] ج سُيّاح وسائحون۔
[السائح] أيضاً الصائم الملازم للمساجد لأنه يسيح فی النهار بلا زاد۔[12]

اس پوری بحث سے اتنا تو ظاہر ہو گیا کہ ائمہ لغت اور مفسّرین کے نزدیک (بقول زجاج) سیاحت کے معنی روزہ رکھنے کے ہیں۔ مگر اس بحث سے یہ عقدہ نہیں کھلتا کہ اس لفظ کے مفہوم میں روزہ رکھنے کے معنی

---

[10] القاموس المحيط ، ١/٢٣٠ ، مطبوعہ بیروت۔
[11] المعجم الوسيط ، ١/٤٦٧
[12] المنجد ، از الأب لويس معلوف ، ١٩٥٦ء بیروت۔

کیسے اور کس طرح پیدا ہوگئے؟ یعنی تاریخی اعتبار سے یہ مفہوم کب، کس طرح اور کس لئے پیدا ہوا؟ ۔ اگرچہ لسان العرب میں مذکور ایک قول جو اوپر گذر چکا، کی رُو سے یہ بات اگلی کتابوں کے مطابق ہے (وھو مما فی الکتب الأول) مگر صحیح احادیث سے اسکی تائید نہیں ہوتی بلکہ ایک دوسری حقیقت سامنے آتی ہے۔ بہرحال اس حقیقت کی عقدہ کشائی ذخیرۂ احادیث کی چھان بین سے بخوبی ہوجاتی ہے۔ اور اس سلسلے کے سارے مسائل و مباحث منطقی اعتبار سے پوری تشفی کے ساتھ حل ہوجاتے ہیں۔ اور اس کے نتیجے میں نہ صرف دین کا تکمیلی کارنامہ (ادیانِ عالم اور خصوصاً اہلِ کتاب کے مقابلے میں) ہمارے سامنے آتا ہے۔ بلکہ حدیث و سنّتِ رسول کا ایک معلّمانہ اور بصیرت افروز پہلو بھی ہمارے سامنے آتا ہے کہ پیمبر آخر زماں نے اس امّت کے ذہن و دماغ کے تزکیہ کے لئے کیسے کیسے طریقے اختیار فرمائے اور اہلِ کتاب کے غلط اور بندعانہ تصورات اور ان کے جاہلانہ طرزِ عبادت کو مٹانے کے لئے کیا کیا اصلاحی کارنامے انجام دیئے؟

نیز یہ بھی واضح رہے کہ جدید عربی کے مطابق لفظ سیاحت کے معنی و مفہوم میں بعض نئے تصوّرات بھی داخل کر دیئے گئے ہیں، جو قدیم عربی اور خاص کر دورِ رسالت میں نہیں پائے جاتے تھے۔ جیساکہ قدیم و جدید لغات کے تقابلی مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر المعجم الوسیط اور القاموس العصری میں اس لفظ کے جو نئے معنی بیان کئے گئے ہیں وہ قدیم عربی میں موجود نہیں ہیں۔ بہرحال اس لفظ کے وہ معنی جو کلامِ عرب کے مطابق دورِ رسالت میں مستعمل و مروج تھے اُن پہ بحث اگلے صفحات میں آرہی ہے۔

اب اس موقع پہ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ جن مترجمین و مفسرین نے سائحون اور سائحات کا ترجمہ روزہ رکھنے والے کیا ہے، وہ معاذ اللہ خائن و بددیانت یا آیاتِ الٰہی میں معنوی تحریف کرنے والے نہیں بلکہ انہوں نے پوری بصیرت اور علمی امانت داری کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ اس کے خلاف دعویٰ کرنے اور دن کو رات اور رات کو دن ثابت کرنے والوں کے متعلق کیا کہا جائے۔

سیاحت اور حدیث | اب آیئے ذخیرۂ حدیث پہ ایک نظر ڈال کر دیکھیں کہ یہ لفظ کلامِ عرب کے مطابق دورِ رسالت میں کن کن معنوں میں مستعمل تھا اور وہ مختلف حدیثوں میں کس کس طرح مروی ہے۔ اس جائزے سے نہ صرف حدیث کی ادبی و لسانی اہمیّت واضح ہوگی بلکہ قرآنی الفاظ کی بھی صحیح تشریح و تفسیر ہوسکے گی۔ صحیح بات یہ ہے کہ قرآنی الفاظ کے ابہامات و اجمالات کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلا مرجع اور اوّلین ماخذ حدیثِ رسولؐ ہی ہے۔ کیونکہ خود ربّ العالمین نے آپ کو یہ حق عطا فرمایا ہے کہ وہ قرآنی مجملات و کلیّات کو لوگوں کے سامنے وضاحت کے ساتھ پیش کریں اور اس کے اشکالات کو رفع فرمائیں۔ چنانچہ اس منصب جلیلہ

کی وضاحت قرآن میں اس طرح کی گئی ہے :

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۔ اور ہم نے تیرے پاس یہ ذکر (قرآن) بھیجا ہے تاکہ تو لوگوں کے لئے اُن تمام باتوں کی وضاحت کر دے جو اُن کی طرف بھیجی گئی ہیں اور تاکہ وہ (ان امور میں) غور و فکر سے کام لیں۔ (نحل : ۴۴)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے :

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔ اور ہم نے یہ کتاب تجھ پر اسی لئے اتاری ہے تاکہ تو (لوگوں کے لئے) وہ چیز کھول کر بیان کر دے جس میں انہوں نے اختلاف کیا ہے۔ اور (یہ کتاب) ہدایت و رحمت ہے اُن لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔ (نحل : ۶۴)

بہرحال ذخیرۂ حدیث میں یہ لفظ اُن تمام معنوں میں مستعمل ہوا ہے جو کلام عرب کے مطابق دورِ رسالت میں پائے جاتے تھے۔ جیسا کہ تفصیل گزر چکی سَاحَ یَسِیْحُ کے اصل معنی پانی کے بہنے کے ہیں اور ثانوی اعتبار سے اس کے معنی عبادت و ریاضت کی خاطر گھر سے نکلنے نیز زمین میں چلنے پھرنے کے بھی ہیں۔ اس طرح اس لفظ کے تین معنی ہوئے۔

۱۔ پانی کا بہنا یا جاری ہونا۔

۲۔ عبادت و ریاضت کی خاطر گھر سے نکلنا۔

۳۔ چلنا پھرنا۔ (مطلقاً نہ کہ سیر و سیاحت کے معنی ہیں جو بعد میں اس سے مستعار لئے گئے۔)

چنانچہ ان تینوں معنی و مفہوم کی مثالیں ذخیرۂ حدیث میں ملاحظہ فرمایئے۔ تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع ہی باقی نہ رہے کہ یہ معانی بعد کے ادوار میں گھڑے گئے ہوں گے۔

سیاحت (سیح) بمعنی پانی جاری ہونا۔ سَاحَ ۔ یَسِیْحُ ۔ سَیْحًا وَسَیَحَانًا : پانی بہنا، جاری ہونا

مَاءٌ سَیْحٌ : بہتا ہوا پانی۔

چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے : مَا سُقِيَ بِالسَّيْحِ فَفِيْهِ الْعُشْرُ ۔ جو زمین بہتے ہوئے پانی سے سینچی جاتے اس میں عشر ہوگا۔ یعنی نظام زکوٰۃ کے مطابق دسواں حصہ۔

یہاں یہ "السیح" کا تشریح کرتے ہوئے صاحب لسان العرب فرماتے ہیں : اَی الماء الجاری۔[۱۳]

---

[۱۳] لسان العرب ۲ / ۴۹۳

اس کی مزید تشریح بطور مترادف صحیح مسلم میں اس طرح مذکور ہے :

فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُورُ : جن زمینوں کو نہریں اور بارش کا پانی سیراب کرے اُن سب میں دسویں حصے (بطور زکوٰۃ) دینے ہوں گے ۔ [۱۴]

اسی طرح امام بخاری نے ایک باب باندھا ہے : العشر فیما یسقی من ماء السماء وبالماء الجاری۔ یعنی جو زمین بارش یا بہتے ہوئے پانی کے ذریعے سینچی جائے اس میں عشر کا بیان [۱۵]

اسی طرح ایک مرتبہ انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ اُن کے لئے ایک بہتی ہوئی نہر کھودی جائے :

عن انس بن مالک قال شق علی الانصار النواضح فاجتمعوا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسألونه ان یکری لہم نہراً سیحاً۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے لئے اونٹوں کے ذریعہ پانی لاکر سیرابی کا کام مشکل ہوگیا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تاکہ وہ یہ مطالبہ کریں کہ ان کے لئے ایک بہتی ہوئی نہر کھودی جائے ۔ [۱۶]

ایک اور حدیث میں ہے :

عن البراء قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسیر فأتینا علی رکیّ ذمة ، یعنی قلیلة الماء ۔ فنزل فیہا ستة أنا سادسہم ماحةً ، فأدلیت الینا دلو ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی شفة الرکیّ ، فجعلنا فیہا نصفہا أو قراب ثلثیہا ، فرفعت الی رسول اللہ فغمس یدہ فیہا ، فقال ماشاء اللہ أن یقول ، فعیدت الینا الدلو بما فیہا ، قال فلقد رأیت أحدنا أخرج بثوب خشیة الغرق ، ثم ساحت یعنی جرت نہراً ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ۔ یہاں تک کہ ہم ایک کنویں پر پہنچے جس میں پانی بالکل ہی کم (نہ ہونے کے برابر) تھا ۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ (کنویں سے پانی نکالنے کے لئے) چھ آدمی اس میں اُترے اور چھٹا میں خود تھا ۔ ہم ڈول سے پانی بھر رہے تھے ۔ ہمارے پاس (اوپر سے) ایک ڈول چھوڑا گیا ۔ (تاکہ ہم اس میں بھر دیں) اس حال میں کہ رسول اللہ صلعم کنویں کے کنارے پر تھے ۔ پس ہم نے اُس ڈول میں نصف یا دو ثلث کے قریب پانی بھر دیا اور وہ ڈول رسول

---

[۱۴] صحیح مسلم ، کتاب الزکاۃ ، باب ما فیہ العشر ونصف العشر ، ۲/۶۷۵ ، مطبوعہ ریاض ۔
[۱۵] صحیح بخاری ، کتاب الزکاۃ ، باب نمبر ۵۵ ، ۲/۱۳۳ ، مطبوعہ استنبول ۔
[۱۶] مسند احمد : ۳/۱۳۹ ، مطبوعہ بیروت ۔

اللہ صلعم کے پاس (اوپر) اٹھایا گیا۔ پس آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈبویا۔ اور (تھوڑی دیر تک) کچھ پڑھتے رہے۔ پھر وہ ڈول پانی سمیت ہم تک لوٹا دیا گیا۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ (یکایک) ہم میں سے ہر شخص ڈوب جانے کے خوف سے اپنی قمیص اتار رہا ہے۔ (یعنی اس کنویں کا پانی اوپر اٹھ رہا ہے) پھر وہ بہہ پڑا۔ یعنی نہر کی شکل میں جاری ہو گیا۔[۵۱]

اس حدیث میں لفظ "ساحت" ساح یسیح سے فعل ماضی واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے جو اپنے اصل معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اسی طرح حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے بارے میں آتا ہے کہ جب انہوں نے صفا و مروہ کے درمیان زمزم کا چشمہ جاری ہوتے ہوئے دیکھا تو اس کو اطراف سے باڑھ بنا کر روک دیا۔ اس واقعہ کے بارے میں رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں: یرحمہا اللہ لو ترکتہا لکانت عیناً سائحۃً تجری الی یوم القیامۃ؛ یعنی حضرت ہاجرہ اگر اس چشمے کو ویسے ہی چھوڑ دیتیں تو وہ ایک بہتا ہوا چشمہ بن جاتا اور قیامت تک جاری رہتا۔[۵۲]

اس حدیث میں لفظ "سائحۃ" اسم فاعل مؤنث کا صیغہ ہے۔

سیاحت بمعنی درویشانہ زندگی | الذھاب فی الارض للعبادۃ والترھب: عبادت و ریاضت کی خاطر گھر سے نکلنا۔ یعنی درویش بن کر زندگی گذارنا۔ یہ مفہوم یہود و نصاریٰ کے پُر مشقت طرزِ عبادت کیلئے مخصوص و مروج تھا، جو رہبانیت کا مترادف ہے۔ چنانچہ نسائی کی ایک طویل حدیث میں یہ لفظ ٹھیک اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ نیز اس کو ابن جریر نے بھی اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے۔

عن ابن عباس قال: کانت ملوکٌ بعد عیسیٰ بدّلوا التوراۃ والانجیلَ۔ وکان فیہم مؤمنون یقرءون التوراۃ والانجیل۔ فقیل لملکھم ما نجد شیئاً اَشدّ علینا من شتمٍ یشتمُنَاہ ھؤلاء۔ انھم یقرءون (ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکٰفرون) ھؤلاء الآیات مع ما یُعیبونَنَا بہ فی قراءتھم۔ فادعھم فلیقرؤا کما نقرأ، ولیؤمنوا کما آمنا بہ۔ قال فدعاھم فجمعھم وعرض علیھم القتل او یترکوا قراءۃ التوراۃ والانجیل الا ما بدّلوا منھا فقالوا ما تریدون الی ذلک فدعونا۔ قال فقالت طائفۃ منھم ابنوا لنا اسطوانۃ ثم اعطونا شیئاً نرفع بہ طعامنا وشرابنا فلا نرد علیکم وقالت طائفۃ منھم دعونا نسیح فی الارض ونھیم ونشرب کما تشرب الوحوش فان قدرتم علینا بارضکم فاقتلونا۔ وقالت طائفۃ ابنوا لنا دوراً فی الفیافی ونحتفر الآبار ونحترث البقول فلا نرد علیکم ولا نمرّ بکم۔ ولیس

احد من اولئك الا وله حميم فيهم ۔ قال ففعلوا ذلك ۔ فانزل اللہ جل ثناؤہ (ورھبانیۃ ابتدعوھا ماکتبنا ھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوھا حق رعایتھا) والآخرون قالوا نتعبد کما تعبد فلان ونسیح کما ساح فلان ونتخذ دوراً کما اتخذ فلان فھم علی شرکھم لاعلم لھم بایمان الذین اقتدوا بھم ۔ قال فلما بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبق منھم الا قلیل انحط رجل من صومعتہ ۔ وجاء سائح من سیاحتہ وجاء صاحب الدار من دارہ وآمنوا بہ وصدقوہ ۔ فقال اللہ جل ثناؤہ (یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وآمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ) قال آجرین لایمانھم بعیسیٰ وتصدیقھم بالتوراۃ والانجیل وایمانھم بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وتصدیقھم بہ ۔ قال (ویجعل لکم نوراً تمشون بہ) القرآن واتباعھم النبی صلعم ۔[19]

ترجمہ :۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد چند بادشاہ ایسے گزرے کہ انہوں نے تورات اور انجیل کو بدل دیا۔ اور اُن میں سے چند اہل ایمان ایسے بھی تھے جو تورات اور انجیل کو (اپنی اصل شکل میں) پڑھتے تھے۔ تو ان میں سے (چند حاسدوں نے) اپنے بادشاہ سے شکایت کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ جو ہم کو (تورات وانجیل کے مسخ کئے جانے اور ان کو بگاڑے جانے کے بارے میں) سبّ و شتم کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ شاق ہم پر دوسری چیز کوئی نہیں ہے۔ اور یہ لوگ اپنی کتابوں میں یہ بھی پڑھتے ہیں (اور جو کوئی اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے) اور اس کے علاوہ بھی ان کی کتابوں میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے وہ ہماری عیب گیری کرتے ہیں۔ لہذا تو انہیں بلا کر تاکید کر کہ وہ (تورات وانجیل کو) اس طرح پڑھیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں، اور اس کے بارے میں وہی عقیدہ رکھیں جو ہمارا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس طرح بادشاہ نے اُن ایمانداروں کو بلوایا اور کہا کہ یا تو اپنی کتابوں کو چھوڑ کر ہماری اصلاح کردہ کتابوں کی پیروی کرو یا پھر قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے، ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ (مگر پھر اُن پر کی جانے والی سختی کی بنا پر باہمی صلاح مشورے سے اُن میں تین فرقے بن گئے، اور) اُن میں سے ایک فرقے نے کہا کہ (اچھا تو دیکھو ہم کو تمہارے عتاب سے بچنے کی ایک صورت یہ نظر آتی ہے کہ ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم چھوڑ کر ایک گوشۂ تنہائی میں

---

[19] سنن نسائی، کتاب ادب القضاۃ، باب ۱۲، ج ۲ ص ۳۰۵، مطبوعہ دیوبند، نیز تفسیر ابن جریر الطبری، ۱۳۸/۲۷، مطبوعہ دارالمعرفۃ۔ بیروت۔

جانتے ہیں۔ لہٰذا) تم ہمارے لئے ایک مینار بنوا دو (جس میں ہم جا بسیں گے ۔) پھر کوئی ایسی چیز (رسی وغیرہ) دے دو جس کے ذریعہ ہم اپنا کھانا پینا اوپر سے لیا کریں گے اور تمہارے پاس پھر کبھی نہیں آئیں گے ۔ (تاکہ تم کو ہماری وجہ سے کوئی تکلیف نہ ہو) اور ان میں سے ایک دوسری جماعت نے کہا کہ ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو ہم زمین میں درویشی کرتے ہوئے (یہاں سے نکل جائیں گے ۔ اور آوارہ گردی کرتے ہوئے جنگلی جانوروں کی طرح کھاتے پیتے پھریں گے ۔ (پھر کبھی اس طرف کا رُخ نہیں کریں گے) اگر کبھی تم ہم کو اپنی بستی میں دیکھ لو تو تمہیں اختیار ہے کہ تم ہم کو مار ڈالو۔ اور تیسری جماعت نے کہا کہ کسی بیابان میں ہمارے لئے کچھ مکانات بنوا دو۔ ہم وہاں پر کنویں کھود لیں گے اور (اپنے گزارے کے لئے نباتات و) ترکاریاں اگا لیں گے ۔ پھر کبھی تمہاری طرف رُخ نہیں کریں گے ۔ چونکہ ان اہل ایمان لوگوں کی دوسروں کے ساتھ قریبی رشتہ داریاں تھیں (لہٰذا ان رشتہ داریوں کا خیال کرتے ہوئے) ان کی درخواستیں منظور کر لی گئیں ۔

اس وجہ سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : (وہ درویشی جو انہوں نے خود ایجاد کی وہ ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی ۔ مگر انہوں نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا مگر وہ اُسے نباہ نہ سکے جیسا کہ نباہنا چاہئے تھا ۔)

(یہ تو اُن جماعتوں کا حال ہوا مگر ان کے علاوہ عوام میں چند) دوسرے لوگ بھی تھے (جو محض تقلیداً اُن کے ساتھ ہو گئے ۔) اور انہوں نے کہا کہ ہم بھی اسی طرح عبادت کریں گے جس طرح فلاں نے کی ہے ۔ اور اسی طرح درویشی کریں گے جسطرح فلاں نے کی ہے ، اور اسی طرح ہم بھی (دور دراز مقامات پر ویرانوں میں) مکانات بنا کر رہیں گے جس طرح فلاں نے بنایا ہے تو یہ لوگ محض (تقلیداً) ان کے ساتھ شریک رہنے کی غرض سے ایسا کیا ، اگرچہ ان کو اپنے مقتداؤں کے (مرتبۂ) ایمان کی کوئی خبر نہیں تھی ۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اس وقت ان لوگوں میں سے صرف ایک قلیل جماعت ہی باقی رہ گئی تھی ۔ (تو نبی آخر زماں کی بعثت کی خوشخبری سن کر) جو شخص اپنی خانقاہ میں تھا وہ باہر نکلا ، اور جو درویش بن بیابانوں میں جا بسا تھا وہ اپنی درویشی (سیاحت) چھوڑ کر آ کھڑا ہوا ۔ اور جو اپنے گھر میں محصور ہو گیا تھا وہ بھی اپنے گھر سے نکل آیا (اس طرح وہ گویا کہ آزاد ہو کر باہر نکلے) اور نبی پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی ، انہی لوگوں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ ۔ وہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصّہ دے گا ۔) یعنی ایک اجر تو حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانے اور تورات و انجیل کی تصدیق کرنے کا اور دوسرا اجر حضرت محمد صلعم پر ایمان لانے اور اُن کی تصدیق کرنے کا ۔ (اور تمہیں ایک نور دے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے ۔) یعنی یہ نور قرآن اور اتباع رسول ہے ۔

اس طویل حدیث کی عربی عبارت میں خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے، جو یہ ہیں :

دعونا نسیح فی الارض : (ہم زمین میں درویشی کرتے پھریں گے)

ونسیح کما ساح فلان : (ہم اس طرح درویشی کریں گے جس طرح فلاں نے کیا ہے۔)

وجاء سائح من سیاحۃ : (درویش اپنی درویشی سے باہر نکل آیا)

دیکھئے یہ تمام تفصیلات جنگلوں اور بیابانوں میں فقیرانہ زندگی گزارنے کے علاوہ اور کیا ہیں۔؟ اور پھر یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ ساری "سیاحتی زندگی" رہبانیت ہی کا دوسرا روپ ہے جو بطور ایک بدعت جاری کی گئی تھی، اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی ہے کہ ایک تو انہوں نے ایک غیر مشروع چیز ایجاد کی، مگر اس کے باوجود وہ اس کو نباہ نہ سکے، بلکہ اُن میں سے بہت سے لوگ بداعمالیوں میں مبتلا ہوگئے۔ جیسا کہ قرآن نے ان کے بارے میں فرمایا ہے (وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَٰسِقُونَ)

بالکل اسی معنی میں ابن جریر نے بنی اسرائیل کا بھی ایک واقعہ نقل کیا ہے :

(عن) وهب ابن منبّہ یقول کانت السیاحۃ فی بنی اسرائیل وکان الرجل اذا ساح اربعین سنۃ رأی ما کان یری السائحون قبلہ۔ فساح ولد بغی اربعین سنۃ، فلم یر شیئاً۔ فقال ای ربّ ارأیت ان اساء ابوای واحسنت انا؟ قال، فأُری ما رای السائحون قبلہ۔

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں سیاحت (درویشی) کا رواج تھا۔ جب کوئی شخص چالیس سال تک درویشی کرتا تو اس کو وہ چیز (عرفان) حاصل ہو جاتا جو اس سے پہلے والے درویشوں کو حاصل ہو چکا تھا۔ تو ایسا ہوا کہ ایک بدکار عورت کے لڑکے نے چالیس سال تک درویشی کی مگر اُسے کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ تو بارگاہ الٰہی میں شکایت کی کہ اے پروردگار اگر میرے والدین نے برائی کی اور میں نے اچھائی کی تو (اس میں میرا کیا قصور ہے؟) تو اس کو بھی پہلے والوں کی طرح عرفان حاصل ہو گیا۔[20]

اس موقع پر یہ وضاحت بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ اہل کتاب کے نزدیک "سائح" کا جو مفہوم تھا اس پر ابن جریر نے ابن عیینہ کے حوالے سے اس طرح روشنی ڈالی ہے۔

اذا ترك الطعام والشراب والنساء فهو السائح : جو شخص کھانا پینا اور عورتوں سے ملنا چھوڑ دے تو وہ سائح کہلاتا ہے۔[21]

---

[20] تفسیر ابن جریر الطبری : ۱۱/۲۹ [21] جامع البیان فی تفسیر القرآن، المعروف تفسیر ابن جریر الطبری ۱۱/۲۹

اور اس کی بگڑی ہوئی شکل آج بھی عیسائیوں کے ہاں "مقدس باپوں" یا کنواروں کی صورت میں رائج ہے۔
نیز اس طرح صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آغازِ اسلام میں جب مسلمانوں کو حد سے زیادہ ستایا جانے لگا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ ملک حبشہ کو ہجرت کرنے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے، راستے میں آپ کی ملاقات ابن دغنہ سے ہوئی۔ اُس نے مقصدِ سفر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

اخرجنی قومی فاریدان اسیح فی الارض واعبد ربی۔ یعنی میری قوم نے مجھ سے (اپنے یہاں سے) نکال دیا ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ (اللہ کی) زمین میں درویشی کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔[۲۲]

یہاں پر "اسیح" اور "اعبد" دونوں الفاظ ایک دوسرے کی تشریح کر رہے ہیں۔ اور ان دونوں کا مراد و مفہوم یکساں نظر آرہا ہے۔

امام رازیؒ نے سیاحت کی حقیقت اور اس کے اصل لغوی مفہوم پر اس طرح روشنی ڈالی ہے:

اصل السیاحۃ: الضرب فی الارض والاتساع فی السیر والبعد عن المدن وموضع العمارۃ، مع الاقلال من الطعام والشراب: سیاحت اصل میں کھانے پینے کی کمی کے ساتھ ساتھ زمین میں گھومنا، چلنے پھرنے میں وسعت اختیار کرنا اور شہروں اور تمدنی ہنگاموں سے دور رہنا ہے۔[۲۳]

سیاحت بمعنی زمین میں نقل و حرکت | سَاحَ فِی الارض یَسِیحُ سِیَاحَۃً وَسُیُوحاً وَسَیْحاً وَسَیَحَاناً: ای ذھب۔[۲۴]

یعنی جانا، چلنا (مطلق نقل و حرکت) اس میں سیر و سیاحت کا وہ مفہوم نہیں پایا جاتا جو جدید عربی میں مستعمل ہے۔

چنانچہ یہ مفہوم بھی کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ مثلاً:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یخرج الدّجال فی خفقۃ من الدین وادبار من العلم۔ فلہ اربعون لیلۃ یسیحھا فی الارض: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دجّال اس حال میں ظاہر ہوگا کہ دین کمزور ہو چکا ہوگا اور علم پیچھے رہ گیا ہوگا۔ اس کے لئے چالیس راتیں ہوں گی، جن میں وہ زمین میں

---

۲۲ بخاری، کتاب مناقب الانصار۔ باب ۴۵، باب ہجرۃ النبی صلعم واصحابہ الی المدینہ، ۴/۲۵۴، مطبوعہ استنبول۔ ۲۳ تفسیر کبیر ۱۵/ ۲۱۹، جدید ایڈیشن۔
۲۴ لسان العرب، ۲/۴۹۲ - ۴۹۳، مطبوعہ بیروت۔

چلتا پھرتا رہے گا۔ [۲۵]

ایک دوسری حدیث میں ہے : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملائکۃ فی الارض سیّاحین یبلّغونی من امتی السلام : رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ زمین میں اللہ کے فرشتے گھومتے رہتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ [۲۶]

اس میں لفظ "سیاحین" سیاح کی جمع ہے جو فرشتوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ [۲۷]

سیاحت بمعنی جدید | اس جائزے سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ زبان و ادب کے اکثر و بیشتر الفاظ اور ان کی تعبیریں اپنی اصل شکل وصورت میں ذخیرۂ حدیث میں موجود و محفوظ ہیں، جو عربی زبان و ادب کا بھی بہترین سرمایہ ہیں۔ اور راویانِ حدیث نے —— اللہ تعالیٰ اُن کی تُربت ٹھنڈی رکھے —— ان تمام الفاظ و اسالیب کو جوں کا توں ہم تک پہنچا کر نہ صرف قرآن اور حدیث کے سرمائے ہی کو زمانے کی دستبرد سے محفوظ کر دیا ہے۔ بلکہ ثانوی طور پر ادب کی بھی بیش بہا خدمت انجام دی ہے۔

میرا موضوعِ بحث اس وقت اس بات کا جائزہ لینا ہے۔ کہ قرآنی لفظ "سائحون" اور "سائحات" کا اصل مفہوم کیا ہے؟ اور پھر اس میں روزہ رکھنے کے معنی کس طرح پیدا ہو گئے؟

تو پچھلے مباحث سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو گئی کہ اس کے اصل معنی پانی بہنے اور جاری ہونے کے ہیں۔ اور ثانوی طور پر یا مجازاً یہ عبادت و ریاضت کے لئے گھر سے نکلنے یا زمین میں چلنے پھرنے کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ اور یہ مجازی مفہوم شاید اس مناسبت سے ہو کہ جسطرح پانی زمین پر بہتے ہوئے "زندگی" کے لئے ایک نفع بخش چیز اور مخلوق کے لئے منفعت رساں ثابت ہوتا ہے، اسی طرح ایک شخص جب راہ خدا میں نکلتا ہے۔ تو گویا وہ بھی مخلوق کے منافع کا باعث ہوتا ہے۔ مگر سیر و سیاحت کا جو مفہوم موجودہ دور میں پایا جاتا ہے۔ اس کا تصوّر اس لفظ کے اصل مفہوم کے مطابق دورِ قدیم میں نہیں تھا، اور نہ یہ لفظ اس معنی کے لئے وضع ہوا تھا، جیسا کہ پچھلے تمام مباحث سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا مفہوم زیادہ سے زیادہ زمین میں آزادانہ نقل و حرکت پر دلالت کرتا ہے اور خود قرآن حکیم میں بھی یہ لفظ ایک دوسرے موقع پر ٹھیک اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ :

---

[۲۵] مسند احمد بن حنبل : ۳/ ۳۶۷، مطبوعہ بیروت۔

[۲۶] مسند احمد : ۱/ ۳۸۷، نسائی : کتاب السہو، باب التسلیم علی النبی صلعم، ۱/ ۱۸۹، مطبوعہ دیوبند، دارمی باب فی فضل الصلاۃ علی النبی صلعم، ۲/ ۳۱۷، مطبوعہ بیروت۔

[۲۷] فرشتوں کیلئے سیاح کا لفظ دیگر مواقع پر بھی آیا ہے۔ ملاحظہ ہو : ترمذی ابواب الدعوات مسند احمد : ۱/ ۴۴۱، ۴۵۳، ۲/ ۲۵۱۔

فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْھُرٍ وَّاعْلَمُوْا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ : تم زمین میں چار مہینوں تک (آزادی کے ساتھ) چلو پھرو ، اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ (توبہ : ۱)

دیکھئے یہاں پر مطلق چلنا پھرنا یا زمین پر آزادانہ نقل و حرکت کرنا مراد ہے ، سیر و سیاحت کا مفہوم بالکل نہیں نکلتا۔ نیز ایک اور قابلِ غور بات یہ ہے کہ چاہے "درویشی" کا ذکر ہو یا مطلق زمین میں چلنے پھرنے کا ، دونوں میں "فی الارض" کا تذکرہ لازمی نظر آتا ہے۔ گویا کہ عربی زبان میں کسی فعل کے طریقۂ استعمال کے مطابق بطور صلہ ہے۔ چنانچہ آپ قرآن اور حدیث کی مذکورہ بالا تمام مثالوں میں دوبارہ نظر ڈالئے تو آپ کو ہر جگہ یہی بات نظر آئے گی۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ خاص مفہوم موجودہ دور کے "سیر و سیاحت" کے مفہوم سے میل نہیں کھاتا ، جو بعد میں اس لفظ سے مستعار لیا گیا ہے۔ اور زیادہ وضاحت مطلوب ہو تو دیکھئے پچھلے صفحات میں فرشتوں کیلئے "سیاحین" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جو سیاح کی جمع ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں پر مطلق گھومنے پھرنے والوں کے اور کوئی دوسرا مفہوم نہیں نکل سکتا۔ اور یہ مفہوم موجودہ کے "سیاح" کے مفہوم سے بالکل مغائر ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ خدانخواستہ فرشتے بھی سیر و تفریح کیا کرتے ہیں

سیاحت اسلام میں | اس بحث سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ لفظ سیاحت کا قدیم مفہوم موجودہ دور کے پر تکلف سیر و سیاحت اور پکنک وغیرہ قسم کے شاندار اسفار کے بالکل برعکس ہے۔

واضح رہے کہ یہاں پر صرف اس لفظ کی لغوی حیثیت پر بحث ہو رہی ہے ، نہ کہ اسکی شرعی و فقہی حیثیت پر۔ اگرچہ سیر و سیاحت کرنا یا کسی خاص مقصد کی خاطر سفر کرنا اسلام کی نظر میں برا نہیں ہے۔ بلکہ بہت سے اسفار ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن پر اسلام نے خود ہی ابھارا ہے۔ مثلاً :

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ : کہہ دو کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرم لوگوں کا انجام کیسا ہوا۔ ! (نمل : ۶۹)

اور ایک دوسری جگہ پر اس اجمال کی تفصیل اس طرح کی گئی ہے کہ "سیر فی الارض" کا مقصد زمین کے آثار و باقیات کے مشاہدہ کے ذریعہ سبق آموزی اور عبرت و بصیرت کا حصول ہے۔ جو دلوں کے اندھے پن کو دور کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے۔

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَا اَوْ آذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا ۚ فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ : کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے وہ سمجھتے۔ یا ایسے کان ہو جاتے جن سے وہ سنتے ؟ حقیقت تو یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ (حج : ۴۶) (بقیہ صـ ۳۳ پر)

بیاد بہ مجلس شیخ الحدیث

ضبط و ترتیب :- مولانا عبدالقیوم حقانی

صحبتے با اہل حق

——— شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی مجلس میں

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا | ۹ر جنوری ۸۲ء - ایک صاحب کو خط کے جواب میں احقر سے لکھوایا۔ کہ جو لوگ دُنیا میں اللہ رب العزت کی مرضیات پر چلتے ہیں آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کی مرضیات پورا فرمائیں گے - اور ان پر جنت کے ہر دروازے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پڑھا جائے گا - اور یہ سلام بالواسطہ نہیں ہو گا - بلکہ خود اللہ رب العزت بغیر واسطہ کے اپنے کلام سے سرفراز فرمائیں گے جس کے الفاظ یہ ہوں گے سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ الرَّحِیم کہاں مخلوق اور اس کی عاجزی اور خشیت اور کہاں اللہ رب العزت کی عظمتیں بس اس کا اپنا فضل ہے کہ اپنے بندوں کو نوازتا ہے ؎

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

قیام قیامت سے پہلے علماء اٹھا لئے جائیں گے | ۱۳ جنوری ۱۹۸۳ء دارالعلوم حقانیہ کے صدر مدرس اور حضرت اقدس کے دیرینہ رفیق مولانا عبدالحلیم صاحب زروبوی کی وفات حسرت آیات پر حضرت کو بے حد رنج قلق ہوا اور ان کی رحلت سے آپ کو سخت صدمہ پہنچا - ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا - صدر صاحب مرحوم بہت بڑے عالم نڈر اور حق گو مجاہد اور ایک عظیم علمی شخصیت تھے - ان کی وفات سے علمی دنیا میں جو خلا پیدا ہوا ہے اور بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کو جو نقصان پہنچا ہے بظاہر اس کی تلافی مشکل ہے - اللہ تعالیٰ غیب سے اس کمی کو پورا فرمادے - قحط الرجال کا زمانہ ہے اور اکابر علماء اٹھتے چلے جارہے ہیں - اکابر اہل علم کا اس دنیا سے چلے جانا قیامت کی علامات میں سے ہے قیامت قائم ہونے سے پہلے علم رخصت ہو جائے گا اور اہل علم نا پید ہو جائیں گے - اور علماء اٹھا لئے جائیں گے -

علامہ انور شاہ اور قناعت | ۱۳ر جنوری ۱۹۸۳ء ہمارے دیوبند کے اکابر بڑے کفایت شعار اور قناعت پسند تھے - حضرت العلامہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ دارالعلوم دیوبند کے ایام تدریس میں پچاس روپے ماہوار مشاہرہ پر گذر اوقات کرتے تھے - آپ کو کلکتہ کے مدرسہ عالیہ کی طرف سے ۱۲۰۰ روپے ماہوار مشاہرہ کی پیش کش ہوئی - مگر آپ نے ادھر نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور فرمایا کہ میں ۵۰ روپے کی ذمہ داری اور اس کا اپنے صحیح مصرف میں استعمال سے فارغ نہیں تو ۱۲۰۰ روپے کا غم اور ذمہ کیسے اٹھا سکتا ہوں - یہ ہے ہمارے اکابر حضرات کی کفایت شعاری اور قناعت - اب ہمارے دور میں ایسے قربانی کرنے والے نا پید ہوتے جارہے ہیں بلکہ اب تو معاملہ بالعکس ہے اور ۵۰ روپے تو درکنار ۵۰ لاکھ روپے کو بھی کچھ نہیں سمجھا جاتا -

پیغمبر کو زیادۃ علم کی دعا کا حکم دیا گیا | ۱۳ جنوری ۱۹۸۳ء - فرمایا، قرآن کریم اور احادیث میں کثرت سے دعاؤں

کی تعلیم دی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ہر چیز کا سوال خدا سے کرو حتیٰ کہ اگر جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی خدا سے مانگو۔ دعا مانگنے پر باری تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور قبول فرماتے ہیں ادعونی استجب لکم مگر یاد رہے کہ خداوند قدوس اور آپ کے سچے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں بھی یہ تعلیم نہیں دی کہ یہ دعا مانگی جائے۔ کہ اللہ مجھے سلطنت دے یا میری سلطنت کو طول دے اور میری دنیا و دولت اور حکومت میں اضافہ کر۔ بلکہ اللہ رب العزت نے یہ دعا تعلیم فرمائی کہ ربّ زدنی علماً۔ یا اللہ! میرے علم کو اور بڑھا دے۔ یعنی علم کا سوال اور دعا منصوص کر دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کی نعمت بہت بڑی نعمت ہے۔ جس کے لئے دعا اور سوال کرنا پیغمبر کو بھی تعلیم فرمائی گئی۔ تو بہتر یہی ہے کہ ہم بھی اس دعا کو اپنا معمول بنا لیں اور ہر نماز کے بعد تین بار پڑھا کریں تاکہ باری تعالیٰ اپنی مرضیات کا علم و یقین عطا فرما دے۔

شیخ الحدیث مولانا رسول خان صاحبؒ | ۱۳ر جنوری ۱۹۸۳ء مجلس میں شیخ الحدیث مولانا رسول خان صاحبؒ کا ذکر آیا تو فرمایا کہ حضرت مولانا رسول خان صاحبؒ منقولات، و معقولات اور قدیم و جدید کے بحر ذخار تھے۔ بہت بڑے عالم اور متقی انسان تھے۔ ایک جامع عالم تھے۔ معقولات و منقولات میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ کہ اب ان کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ تمام عمر درس و تدریس اور خدمت دین میں صرف کر دی بڑے بڑے علماء ان کے شاگرد ہیں۔ مرحوم کو دارالعلوم حقانیہ اور اس میں پڑھائے جانے والے معقولات نصاب سے بے حد مسرت ہوتی تھی۔ مجھ سے خاص محبت تھی اور فرماتے تھے اس بات پر بڑی مسرت ہوتی ہے کہ دارالعلوم حقانیہ نے اکابر علماء دیوبند کے علوم و معارف اور درس نظامی کے علوم آلیہ کو بھی جوں کا توں محفوظ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی رحمتوں سے نوازیں اور درجات عالیہ عطا فرمائیں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے توجیہات الہامی ہوتے ہیں | ۱۳ جنوری ۱۹۸۳ء۔ فرمایا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ مرحوم کے توجیہات الہامی ہوتے ہیں۔ دقیق علمی مسائل میں آپ کے لطیف توجیہات سے بڑے بڑے اہم علمی عقدے حل ہو جاتے ہیں۔ آپ کا لکھا ہوا الکوکب الدری کا حاشیہ مثالی ہے۔ اپنے اکابر اور علماء دیوبند کی تمام تصنیفات شروح حدیث۔ تفاسیر اور علمی تحقیقات سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے امت کے لئے اتمام حجت ہیں۔ تصنیفات سے شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا حضرات اکابر دیوبند کی کتابیں اور تصنیفات ہمارے اکابر کا مسلک "اعتدال" کے شاہد ہیں۔

متحابین فی اللہ کا انعام | ۱۳ر جنوری ۱۹۸۳ء۔ ایک آنے والے صاحب سے فرمایا کہ آپ جو ہم جیسے گنہ گار پر بھی اس قدر حسن ظن کر لیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اندر کوئی کمال نہیں البتہ کچھ دین کی طرف نسبت ہے اور آپ کا جو ہم لوگوں سے تعلق ہے یہ بھی بوجہ دین کے ہے تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو اپنے دین اور اپنے خدا سے محبت ہے جس کی وجہ سے آپ تعلق رکھتے ہیں۔ فرمایا اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ آپ کو اپنی رضائے کاملہ سے نوازیں گے جو لوگ خدا کے لئے دین کے رشتہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور دین کے لئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں ایسے

لوگ قیامت کے روز مشک وعنبر کے ٹیلوں پر بٹھائے جائیں گے۔ اور ہم بھی اللہ رب العزت سے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمیں بھی ان لوگوں میں سے بنائے جن کا ایک دوسرے سے تعلق اور آپس میں محبت صرف خدا کے لئے ہوتی ہے۔

ذکر و عبادت سے تلذذ نہیں بندگی مقصود ہے

۱۳ جنوری ۱۹۸۲ء۔ ایک صاحب نے عرض کی حضرت نماز میں کافی دنوں سے حلاوت وعذوبت جو محسوس ہوتی تھی اب ختم ہوگئی ہے۔ حضرت الشیخ نے فرمایا جن چیزوں میں حلاوت ومٹھاس موجود ہوتی ہے۔ تو ان کے حاصل کرنے پر انسان کے دل کا میلان ہوتا ہے اور ادھر طبعی رجحان غالب رہتا ہے اور ایسے امور کا انجام دینا لطف اندوز اور آسان ہوتا ہے۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ جس میں لذت اور مزہ ہو تو وہ کام آسان رہتا ہے مگر ایسے کام کرنا یا ایسی چیزوں کے حصول اور ایسے فعل کا کرنا کوئی کمال نہیں۔ کیونکہ یہ تو عین فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے۔ کمال تو تب ہے کہ کسی کام میں حلاوت نہ ہو اور نہ ہی عذوبت ومٹھاس پیدا ہو بلکہ طبیعت پر شاق ...... ہو اور پھر بھی صرف خدا کی رضا کے لیے انسان کرتا ہے تو یہ یقیناً یہ محنت ومشقت اور اس سلسلہ میں تعب عند اللہ بے حد مقبول اور اجر ورضا کا باعث بنے گا۔ ترقی وعروج اور علمی وروحانی کمالات اور عبودیت کے بلند مقامات کا پہلا زینہ یہی ہے۔ کہ جی نہ چاہے اور انسان کرتا رہے۔ مثلاً کوئی حکیم و ڈاکٹر جب مریض کو تلخ دوائی پینے کا کہتا ہے تو اس میں حلاوت اور مٹھاس اگرچہ نہیں ہے۔ لیکن مریض کے لئے اس تلخ دوائی کا استعمال بے حد ضروری ہوتا ہے اور مریض اس کو بخوشی استعمال کرتا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ میری صحت اس تلخ دوائی کے پینے میں ہے۔ اسی طرح نماز وعبادت اور ذکر اللہ سے صحت روح حاصل ہوتی ہے اور اس یقین سے کہ پروردگار! تیرے در کے سوا میرے لئے دوسرا در نہیں۔ خدایا! لذت وحلاوت ہو یا نہ ہو تیرے حکم کی تعمیل کروں گا۔ میں عبد ہوں اور میں آپ کا غلام ہوں ہر حالت میں میں آپ کی عبدیت اور بندگی کرتا رہوں گا۔

عبدیت کا معنی اور تقاضا بھی یہ ہے کہ ہر حالت میں اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرتا رہے۔ فرمایا! ہم حلاوت کے لئے عبادت پہ مامور نہیں اور نہ یہ تمنا ہونی چاہئے۔ لذت اور حلاوت ان باتوں کی کوئی فکر نہ کریں اور استقلال ودوام کے ساتھ عبادت اور ذکر اللہ میں لگے رہیں تو اللہ پاک اپنے قرب خاص سے نوازیں گے۔

تدلیس بہت بڑا جرم ہے

فرمایا۔ تدلیس کا لغوی معنی پردہ ڈالنا ہے۔ حدیث کی اصطلاح میں تدلیس سے مراد یہ ہے۔ کہ جب راوی روایت کرتے وقت اپنے شیخ (استاد) کا نام حذف کرکے عنعنہ کرے یعنی راوی اپنے استاد پر پردہ ڈال دے اور اپنے استاد کو چھپا کر دوسرے سے تعلق کا اظہار کردے۔ تو یہ بہت بڑا جرم ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی اپنے باپ کو چھپا کر دوسرے شخص کی طرف اپنے باپ ہونے کی نسبت کردے۔

گھر کے لئے ـــــــــ گاؤں کے لئے
بائیوگیس
ایک سستا متبادل ذریعہ توانائی
روشنی
ایندھن
گیس
حوض
پانی اور گوبر
کھاد
پانی اور گوبر کا کیچڑ
مکمل تفصیلات کے لئے رجوع فرمائیں
اسلام آباد :
خالد محمود - ڈپٹی ڈائریکٹر -
اسلام آباد - فون : ٢٧٦٩٤
راولپنڈی :
بائیوگیس سیکشن
٥-بی، ٥-ڈی سول لائنز میورروڈ - راولپنڈی فون : ٦٣٠٤٣ — ٦٣٤٣٩
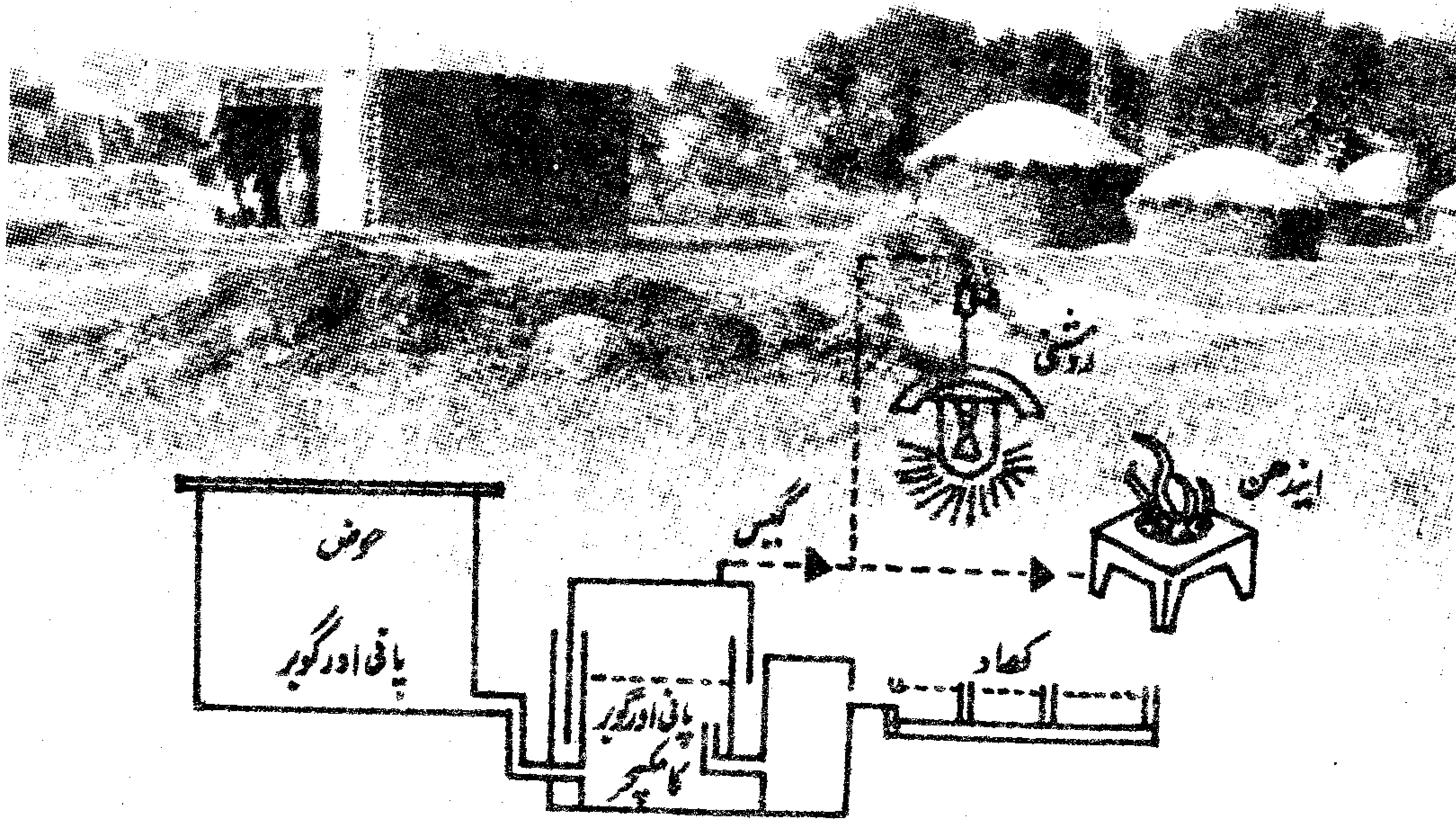
جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب
اضافہ۔ سمیع الحق

اکوڑہ خٹک کے ایک متبحّر عالم
علاّمہ عبدالنور سنخروی رحمۃ اللہ علیہ
تلمیذ رشید مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

حضرت علاّمہ عبدالنور سواتی سنخرویؒ کی زندگی کا بیشتر حصّہ اکوڑہ خٹک میں گذرا ، یہیں انتقال فرمایا وہ ان علماء ربانیین میں سے تھے جن کا تعلق دارالعلوم دیوبند کے طبقہ اولیٰ کے اکابر و مشائخ سے تھا۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ رسم و رواج کے خلاف جہاد اور احیاء سنت کی جدوجہد ان کا خصوصی وصف رہا ، حمیت حق سے سرشار تھے ، اکوڑہ خٹک اور اس کے گرد و نواح سے کئی غیر شرعی امور اور بدعات کا قلع قمع فرمایا۔ میرے جد امجد الحاج مولانا معروف گل مرحوم بھی ان مساعی میں ان کے ساتھ تھے۔ علمی تبحّر اور تعمّق کا اندازہ ان کے کئی تصانیف سے ہو سکتا ہے جنکی نئے انداز میں ترتیب و تبویب اور اشاعت کی ضرورت ہے۔ عرصہ سے خیال تھا کہ مولانا مرحوم کے احوال و سوانح اور علوم پر کوئی توجہ دے میری خواہش پر مولانا مرحوم کے حفید سید رفاقت علی شاہ صاحب نے مرحوم کی سوانح پر یہ مضمون قلمبند کیا جو اس سلسلہ کا بالکل ابتدائی کام ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ کسی کو توفیق دے کہ مزید تحقیق و تنقیح سے مولانا کے افکار و سوانح پر کام کر سکے۔

مضمون کے بعد احقر نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور دیگر اکابر کے تحریر کردہ مولانا مرحوم کے بارہ میں تاثرات و سندات جو اصل شکل میں ناچیز کے پاس محفوظ ہیں شامل کئے ہیں۔

(سمیع الحق)

آپ کا اسم گرامی سید محمد عبدالنورؒ اور والد ماجد علامہ سید محمد آیت اللہ تھے۔ آپ ترمذی سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ موضع سنخرہ نوخارہ ریاست سوات میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اور کوئی بہن بھائی نہ تھا اس لئے آپ کے والد نے آپ کی پرورش کی خاطر دوسری شادی کر لی لیکن سوتیلی ماں نے بدسلوکی کی انتہا کر دی جسکی وجہ سے آپ کے والد نہایت دل برداشتہ ہو گئے۔ اور آپ کو پانچ سال

کی عمر میں گھر سے نکال کر موضع تھانہ (موجودہ ضلع سوات) کے ایک متبحر اور صاحبِ نظر عالم حضرت مولانا
عزیز اللہ صاحب ؒ کی خدمت میں بغرض حصول علم بھجوادیا۔ آپ عرصہ چھ سال تک ان سے مروجہ علوم حاصل
کرتے رہے۔ اسی دوران آپ نے قرآن کریم بھی حفظ کرلیا۔ مروجہ علوم کی تکمیل کے بعد استاد صاحب ؒ
کی اجازت سے گیارہ سال کی عمر میں طلب علم کی خاطر سوئے ہند روانہ ہوئے۔ رہبر کامل کی تلاش میں صعوبات
سفر کی پرواہ کئے بغیر اپنا سفر جاری رکھا۔ بہاولپور میں کچھ عرصہ قیام کیا اور مولانا محمد اسحٰق صاحب ؒ سے کچھ
کتب پڑھیں، بعد ازاں الٰہ آباد پہنچے، جہاں یکتائے روزگار مولانا محمد فاروق العباسی الحنفی سے ملاقات
ہوئی۔ اور انہی کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرکے حصول علم میں مشغول ہوگئے۔ چونکہ نظریہ "تکمیل علم" تھا۔ لہٰذا
جو کچھ ممکن ہوسکا ان سے اخذ کرلیا لیکن کام ابھی تک نامکمل تھا۔

وہاں سے آپ اُن ایام میں دہلی پہنچے جس وقت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ؒ اور حضرت مولانا
رشید احمد صاحب گنگوہی ؒ جناب مولوی کریم بخش صاحب پنجابی ؒ کی خدمت میں پڑھا یا کرتے تھے۔ چونکہ
آپ کو اپنی علمیت اور قابلیت پہ فخر تھا۔ اس لئے آپ نے مولوی کریم بخش صاحب پنجابی ؒ سے دلیرانہ کہا
کہ ہند میں کوئی عالم بھی نہیں جو میری علمی تشنگی ختم کرسکے۔ اور مجھے کما حقہٗ مطمئن کرسکے۔ یہ واقعہ حضرت
مولانا ؒ نے کئی بار خود دہرایا۔ سرحد کے باشندے جو کہ آج بھی ہندوستان میں ولایتی کے نام سے پکارے
جاتے ہیں۔ وہ کوہستانی پٹھان جو کہ نہ اردو سمجھ سکتا تھا نہ بول سکتا تھا۔ اپنے سابقہ عربی اور فارسی کے
علم کے بل بوتے پر اترایا۔ جناب مولوی پنجابی ؒ نے مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ کو اس ولایتی شاگرد کیلئے منتخب
فرمایا۔ آپ نے کہا کہ اگر اس ولایتی نو وارد اقلیم علم کی تسلی نہ کرا سکے تو ناک کٹوا دوں گا۔

حضرت گنگوہی ؒ کافیہ کی کتاب اٹھا کر نئے شاگرد کو پڑھانے لگے۔ چونکہ کافیہ تو آپ نے تھانہ
(سوات) ہی میں حفظ کیا تھا۔ اس کی تشریحات حضرت گنگوہی ؒ کی زبان مبارک سے سنیں تو آپ حضرت
گنگوہی ؒ کے گرویدہ ہوگئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی دارالعلوم دیوبند کو چند ہی سال ہوئے تھے۔ یہ واقعہ
مصنف "تذکرۃ الرشید" نے لکھا ہے۔ لیکن اتنی تحقیق نہ فرمائی کہ آخر اس ولایتی عالم اور مجاہد کا نام بھی تحریر
فرماتے۔ ہندوستانی اہل قلم حضرات نے جہاں تاریخ کی نقاب کشائی کی ہے وہاں صوبہ سرحد کے مشائخ و
علماء کی خدمات کو یکسر نظر انداز کردیا ہے۔ جو کہ تاریخ کے ساتھ ظلم اور ناانصافی کے مترادف ہے۔

اب ہند میں آپ کیلئے سب سے بڑا مسئلہ اردو زبان کا تھا۔ لہٰذا اس کام کا ذمہ بھی حضرت
گنگوہی ؒ نے لیا۔ اور آپ کو فارغ اوقات میں علوم مروجہ کے علاوہ اردو زبان بھی سکھانے لگے۔ آپ
نے دو ماہ کی قلیل مدت میں نہایت روانی سے اردو بولنی اور پڑھنی شروع کردی۔ آپ حضرت گنگوہی ؒ کے

ساتھ گنگوہ شریف چلے گئے اور وہیں ان کے حجرہ میں قیام پذیر ہوگئے اور ان کے علمی اور روحانی فیوضات و کمالات سے مستفید ہوتے رہے۔ حصولِ علم کے دوران آپ ہر وقت حضرتؒ کے قریب تر رہے۔ اور زمانۂ طالب علمی ہی میں آپ دیگر مقتدر علماء و صلحاء اور بزرگانِ دین مثلاً جناب مولانا مملوک علی صاحبؒ۔ جناب مولانا محمد یعقوب صاحبؒ اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور مولانا حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی سے بھی روحانی اور علمی طور پر فیضیاب ہوتے رہے۔ اور انہی ہستیوں کے ساتھ شانہ بشانہ انگریز سامراج کے خلاف جہاد میں برسرِ پیکار رہے۔ اور اسلام کی خاطر سرفروشانہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بارہ سال تک دہلی اور گنگوہ میں حصولِ علم کے بعد پیر و مرشد حضرت گنگوہی کے حکم پر دیوبند تشریف لے گئے اور کئی سال تک برائے نام مشاہرہ پر درس و تدریس کے فرائض سے عہدہ برآ ہوتے رہے۔ اس کے بعد حضرتؒ کی اجازت سے مزید تحقیق و تدقیق کیلئے عازم حرمین شریفین ہوئے وہاں پر تحقیق و تدقیق کے ساتھ ساتھ درس و تدریس بھی فرماتے رہے۔

ہر سال جب قافلۂ ہند دیارِ حرم شریف پہنچتا۔ تو آپ پیر و مرشد کے حکم کے منتظر رہتے۔ بارہویں سال ریاضت و مجاہدہ کا وقت ختم ہوا۔ اور ۱۲۹۴ھ میں جب ہند سے یادگار تاریخی قافلہ سرزمین حجاز پہنچا تو مکہ میں شاہ عبدالغنی صاحبؒ اور پیر و مرشد حضرت گنگوہیؒ کی اجازت حدیث و سفارش سے حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی سے شرف بیعت حاصل کیا۔

اس قافلۂ حجاز میں منتخب روزگار علماء و صلحاء حضرت نانوتویؒ، پیر و مرشد حضرت گنگوہیؒ، مولانا رفیع الدین صاحبؒ، مولانا محمد یعقوب صاحبؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ، حکیم ضیاء الدین صاحبؒ مولانا محمد مظہر صاحبؒ جیسی ہستیاں شامل تھیں اور پھر دوسرے سال ۱۲۹۵ھ کو آپ بھی اسی قافلہ کے ہمراہ ہندوستان تشریف لے آئے ۱۲۹۶ھ میں آپ حضرات کے حکم پر بحیثیت قاضی بھوپال مقرر کئے گئے کچھ عرصہ بعد آپ واپس درس و تدریس کیلئے دیوبند بلوائے گئے۔ اس کے بعد آپ کو سہسرام (صوبہ بہار) کے ایک دینی مدرسہ میں درس و تدریس اور اشاعت و تبلیغ دین کیلئے میر معظم حسین خان صاحب خانستہ آبادی اور نواب احسن اللہ خان صاحبؒ کی سفارش پر بلوایا گیا۔ ازاں بعد کلکتہ تشریف لے گئے اور محلہ سیٹھ ہرکشن لال کی ایک مسجد میں دینی مدرسہ جاری کیا۔ آپ کے زہد و تقویٰ اور علم و فضل سے لاکھوں عوام مستفیض ہوئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کلکتہ میں دو دو لاکھ عوام کے مجمع سے خطاب کرتا تھا۔ تو مجھ میں غرور پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب اکوڑہ خٹک پہنچتا ہوں تو یہاں کے عوام کی سردمہری اور برے سلوک کی وجہ سے ذہن غرور سے پاک ہو جاتا ہے۔ شاید اسی وجہ سے حضرت گنگوہیؒ نے اکوڑہ میں

مستقل قیام کی اجازت کا حکم دیا تھا کہ یہاں رہ کر بہتر تزکیہ نفس ہو جاتا ہے۔ پھر حکم ملا کہ سورت بمبئی جا کر یوسف اعظم غلام حسین صاحب میمن کے پاس قیام کریں۔ وہاں بوہرہ جماعت کا ایک فرقہ دین میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہاں جا کر قلمی اور لسانی جہاد شروع کریں۔ بمبئی میں میمن سیٹھوں کی مالی امداد سے ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا۔ مدرسہ کے جملہ امور درست کرنے اور بدعات کے خلاف جنگ جیتنے کے بعد ایک بار پھر دہلی جانے کا حکم ملا۔ دہلی میں دین کے پروانوں کے ایک گروہ نے جس میں حاجی اللہ بخش محمد جان صاحبؒ۔ حاجی جیون بخش صاحبؒ، الحاج عبدالرحمن صاحبؒ، حافظ محمد ادریس صاحبؒ، محمد الیاس صاحبؒ اورؒ محمد یوسف صاحبؒ نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اسی جماعت نے آپ کے قیام و طعام کا بندوبست کیا۔

متذکرہ بالا اصحاب جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے، ان میں سے اکثر و بیشتر اہل حدیث حضرات تھے اور جناب گنگوہیؒ کے خاص معتقد اور مرید تھے۔ آپ کو حضرتؒ جہاں جہاں بھجواتے رہے اپنے خاص عقیدتمندوں کے پاس بھجواتے، اور اس طرح آپ بدعات اور رسومات کے خلاف جہاد کرتے رہے کچھ ہی عرصہ بعد آپ نے وطن واپس جانے کا ارادہ کیا۔ اور دہلی سے وطن روانہ ہوئے، راستہ میں مختلف مقامات پر قیام کرتے، اور پھر اگلی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے۔ یہاں تک کہ اکوڑہ خٹک پہنچ گئے۔ اور رات مسجد تیلیاں بالمقابل سفید مسجد میں قیام کیا۔ نماز عشاء کے بعد لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔ اگلی صبح پھر نماز کے بعد تقریر فرمائی، لوگوں پر کچھ اثر ہوا، اور یہ خبر پورے گاؤں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ ایک عالم تشریف لایا ہے اور ہر نماز کے بعد وعظ و نصیحت کرتا ہے، اُسے سننے کیلئے گاؤں کے لوگ جوق در جوق آنے لگے۔

سفید مسجد کے متولی شیخ عبدالقادر صاحب تھے (جو حاجی محمد یوسف صاحب رکن دارالعلوم حقانیہ کے والد تھے) جو خود بھی اچھے عالم تھے۔ آپ کے پاس اپنے خاندان کے بزرگوں سمیت آئے، آپکی باتیں سنیں تو آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ آپ کے سسر جناب شیخ امیر باباجی صاحبؒ نے آپ کو اپنا ذاتی مکان رہائش کیلئے مفت دے دیا۔ شیخ خاندان کے دیگر مقتدر و معزز حضرات نے آپ کی کماحقہٗ قدر کی بعض نے کاشت کیلئے مفت اراضیات دے دیں اور آپ سے یہاں مستقل رہائش اختیار کرنے کی اپیل کی۔ اہل ایمان اور اہل علم نیز علم کے قدر دانوں نے آپ کے گرد ایک عظیم حلقہ بنا لیا، چونکہ آپ کا مشن عوام کو بدعات اور رسومات کے خلاف صف آرا کرنا تھا اس لئے یہ نہایت ضروری تھا کہ وہ جاہل اور بے علم مولوی یا پیش امام جو کسی نہ کسی طریقہ سے سادہ لوح عوام کو یا تو لوٹ رہے تھے یا ان پر کسی طریقہ سے اپنی بالادستی

قائم رکھنا چاہتے تھے، یا وہ جھوٹے اور غلط پیر جن کے مفادات کو نقصان پہنچنے کا یقین ہوگیا تھا، آپ کے خلاف ہوگئے اور آپ کے ساتھ مناظروں پر اتر آئے، نیز آپ کے خلاف عوام کو بھڑکانے لگے۔ صوبہ سرحد میں علماء کی کمی تو نہ تھی، لیکن یہ بات ضرور تھی کہ وہ صرف منطقی علماء تھے اور حدیث سے یا تو واقف نہ تھے اور اگر تھے تو چونکہ حدیث سے ان کے ذاتی مفادات کو نقصان پہنچتا تھا۔ اس لئے اُسے پس پشت ڈال دیا تھا۔ آپ نے یہاں بھی اُسی جہاد کا سلسلہ شروع کیا جو کہ حضرت گنگوہیؒ اور ان کے مقتدا و پیشواؤں کا مشن تھا۔ صوبہ سرحد میں سب سے پہلے باقاعدہ درسِ حدیث کا آپ نے اسی مسجد میں اہتمام کیا اگر مبالغہ سے کام نہ لیا جائے تو کہنا درست ہوگا کہ آپ صوبہ سرحد میں اوّلین خدامِ حدیث میں سے تھے۔ آپ کو اکوڑہ سے نکالنے آپ کو طرح طرح کی تکالیف پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی۔ اکوڑہ خٹک کی گلیوں اور بازاروں میں لوگ آپ کو پتھروں سے مارتے، آپ کا مذاق اڑاتے، لیکن آپ نے اپنا مشن نہ چھوڑا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ آج لوگ حدیث سن کر مجھے پتھروں سے مارتے ہیں لیکن ایسا وقت ضرور آئے گا کہ سرزمینِ اکوڑہ کا ایک جاہل بھی ایک شیخ الحدیث کی طرح کئی معتبر احادیث کا حافظ ہوگا۔ آپ دعا فرمایا کرتے تھے کہ رب العزت اکوڑہ خٹک کی سرزمین کو مرکزِ حنفاءِ اسلام بنائے۔

آپ نے یہاں پیر پرستی کے خلاف اور بدعات و رسوماتِ بد کے خلاف سلسلۂ جہاد شروع کیا۔ یہاں پر قضاءِ عمری اور اشارہ پر کئی مناظرے ہوئے۔ آپ نے دینِ حق کی اشاعت و تبلیغ کیلئے ہر خطرہ کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ آپ کے زہد و تقویٰ اور علمی تبحر سے عقلِ سلیم رکھنے والے حضرات بہت متاثر ہوئے۔ اور آپ کے معتقد بن گئے۔ اکوڑہ خٹک کے معزز خاندان سادات کے بزرگ جناب سید امیر شاہ صاحبؒ عرف باجیؒ نے اپنی بیٹی سیدہ روشن بی بی آپ کے عقد میں دے دی جو نہایت پارسا اور پابندِ صوم و صلوٰۃ خاتون تھیں اور دینی کتب اور قرآن کریم ناظرہ جناب الحاج سید مہربان علی شاہ صاحب بخاری کی والدہ ماجدہؒ سے پڑھ چکی تھیں جو کہ زہد و تقویٰ اور پارسائی کیلئے اپنی مثال آپ تھیں۔ آپ کی رخصتی شیخ امیر باباجی صاحبؒ ہی کے عنایت کردہ مکان میں ہوئی۔ یہ شرف بھی اکوڑہ خٹک کے شیخ خاندان کو حاصل ہوا کہ انہوں نے یکتائے روزگار علامہ کیلئے سب کچھ وقف کر دیا۔

مستقل سکونت اختیار کرتے ہی علاقہ بھر کے علماء و فضلاء آپ سے فیض حاصل کرنے کے لیے اکوڑہ پہنچنے شروع ہوگئے، ان میں سے کچھ تو آپ کے معتقد بن گئے۔ اور کچھ آپ کے خلاف ہوگئے۔ چند سال قیام کے بعد آپ کی خدمات کی ضرورت پڑی۔ تو آپ بچوں کو چھوڑ کر گوپال راؤ واقع ناگپور بلا لئے گئے وہاں مسجد حسام الدین میں قیام کیا۔ اور شرک و بدعات کے اس مرکز میں جہاد کا آغاز کیا۔ وہاں کچھ

عرصہ قیام کے بعد واپس اکوڑہ خٹک تشریف لے آئے، اور محلہ حجاماں دخیاطان میں اپنے سُسر کے عنایت کردہ مکان میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہوگئے۔ اور مزار شریف اخوالدین سلجوقی صاحبؒ المعروف بہ اخوندین صاحبؒ کے ساتھ ملحقہ مسجد میں باقاعدہ مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور درس قرآن و حدیث کا آغاز کیا۔ آپ کے پاس افغانستان، روس، ترکستان اور وسط ایشیا کے دور دراز ممالک سے طلبہ حصول علم کیلئے آنے لگے، آپ کی علمی شہرت سن کر اس وقت کے علماء صلحاء اور خوانین حضرات بھی آپ سے بہرہ ور ہونے کیلئے تشریف لائے۔ آپ نے سوات صاحبؒ اوّل، پیر صاحبؒ مانکی شریف، بڈے ملا صاحبؒ، اسوٹا باباجی صاحبؒ، کوہٹے ملا صاحبؒ اکوڑہ خٹک کے قاضی انوار الدین صاحب کے جد امجد مرحوم کے ساتھ بھی مختلف مسائل پر مناظرے اور مباحثے کیئے اور بعض مقامات پر مناظروں اور مباحثوں کیلئے اپنے ہی شاگردوں کو بھجوایا جو کہ کامیاب و کامران رہے۔ اور ان میں سے اکثر و بیشتر آپ کی علمیت کے معترف ہوگئے۔ اور بعض اصحاب و حضرات کی آپس میں مخالفت شروع ہوگئی، جو بعد میں ایک دوسرے پر وہابی وغیرہ کے فتوے لگانے لگے۔

جناب مولانا سید حبیب شاہ صاحب بخاریؒ نے اپنی سوانح حیات میں تحریر کیا ہے۔ کہ امام فقہ حضرت علامہ سخرتے صاحبؒ نے جس طرح دین کی خدمت صوبہ سرحد اور پنجاب میں کی ہے شاید کہ کوئی کر سکا ہو کیونکہ اس دور میں پیر پرستی اور بدعات کا زور تھا اور مسلمانوں میں نئے نئے بدعتی فرقے پیدا ہو رہے تھے۔ لیکن آپ نے تن تنہا اس جہاد کا بیڑا اپنے کاندھوں پر اٹھایا جو کہ بعد میں ایک عظیم قافلہ بن گیا۔ سرزمین اکوڑہ خٹک پر جب حاجی صاحبؒ ترنگزئی نے قدم رکھا۔ تو سیدھے آپ کے پاس ملاقات کے لئے تشریف لائے، اس وقت حضرت العلامہ شیخ الحدیث جناب مولانا عبدالحق صاحب بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کم سن تھے، آپ کے والد ماجد علامہ مولانا معروف گل صاحبؒ آپ کے مکان پر انہیں بغرض دعا اپنے ساتھ لے آئے اور آپ کیلئے خلوص دل سے دونوں عظیم المرتبت ہستیوں نے دعا فرمائی۔ اور انہی کی دعاؤں کے طفیل رب العزت نے آپ کو علم و فضل کے کمالات سے نوازا ہے اور آپ کی وہ دعا قبول ہوگئی، آج سرزمین اکوڑہ خٹک دنیا میں ایک بڑا مرکز دین اسلام ہے اور یہاں سے لاکھوں تشنگان علم سیراب ہوتے۔

یہ بات یقینی ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ ایک زمانہ ہوا ہے کہ یہاں ایک چشمہ علم جاری کیا گیا تھا۔ اس سے لاکھوں عوام مستفیض ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد کچھ نہ کچھ سلسلہ جاری رہا۔ دارالعلوم حقانیہ کے آغاز سے یہی سلسلہ پھر سے زور و شور سے شروع ہوگیا اور انشاءاللہ تا قیامت جاری

رہے گا۔ انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے پر کئی بار آپ جیل بھجوائے گئے۔ اور کئی بار آپ کو پابند مسکن کیا گیا۔ کئی مرتبہ آپ کو پابندِ ضمانت کیا گیا جب ہند میں انگریز مخالف تحریکات چل رہی تھیں۔ تو سب سے پہلے دارالحرب کا نعرہ آپ نے لگایا جسکی وجہ سے آپ کو تحصیل بدر کر دیا گیا۔ آپ نے امازو گڑھی ہجرت فرمائی۔ اور وہاں مدرسہ شروع کیا۔ نیز مکان کیلئے زمین بھی خریدی لیکن مقدمہ جیتنے کے بعد واپس اکوڑہ خٹک تشریف لے آئے اور سلسلۂ درس و تدریس شروع کیا۔ اکوڑہ خٹک میں قاضی انوار الدین صاحب قاضی شہر کے والد ماجد مرحومؒ، قاضی امین الحق صاحب مرحومؒ، مولانا شفیع اللہ صاحبؒ مرحوم خیاط، مولانا امیر الدین صاحب قریشی مرحومؒ، خان بہادر محمد زمان خان خٹک صاحب مرحومؒ، شیخ عبدالمنان صاحب مرحومؒ، شیخ امیر باباجی صاحب مرحومؒ، شیخ عبدالقادر صاحب مرحومؒ والد ماجد شیخ حاجی محمد یوسف صاحب خادم خاص دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ خان محمد حسین خان صاحبؒ سب سے پہلے شاگرد تھے۔ بعد میں بابو امجد علی صاحبؒ ہیڈ کلرک گورا ہسپتال نوشہرہ صدر (موجودہ سی۔ ایم۔ ایچ نوشہرہ) جناب سیٹھ محمد سعید صاحبؒ لال کرتی نوشہرہ صدر۔ محمد انور خان صاحبؒ درانی نوشہرہ کلاں۔ مولانا غلام خان صاحب آف جہانگیرہ پار سید عشرت علی شاہ صاحب بخاریؒ۔ جناب مولانا عبدالحق صاحب قندھاری (بقیدِ حیات) جو کہ اس وقت بھارت کے کسی دینی مدرسہ میں بحیثیت شیخ الحدیث کام کر رہے ہیں۔ جناب مولانا شاہ زمان صاحب کابلیؒ۔ جناب مولانا سید سعادت شاہ صاحب کاکاخیل (بقیدِ حیات) آپ کے شاگرد رہے۔

بعض مسلمان افسران بھی تعطیل کے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ نہ کچھ مسائل سیکھ جاتے اور بعض مقدمات کے فیصلوں کیلئے آپ کی خدمت میں شرعی مسائل اور فیصلوں کی تصحیح کیلئے تشریف لایا کرتے تھے۔ ان میں سابق تحصیلدار نوشہرہ جناب خان بہادر محمد علی قلی خان صاحبؒ۔ جناب شہسوار خان صاحب کوہاٹیؒ اسسٹنٹ کمشنر نوشہرہ۔ جناب محمد ظریف خان صاحب پشاوریؒ کمشنر اور نواب محمد اکبر خان صاحب ہوتی۔ اکبر دارالعلوم مردان قابلِ ذکر ہیں۔

۱۹۱۹ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا، تین سال تک آپ صاحبِ فراش رہے صحت یاب ہونے کے فوراً بعد آپ کا بڑا بیٹا جو کہ کم سنی میں علوم و فنون میں کمال حاصل کر چکا تھا، فوت ہو گیا۔ اسکی جدائی کے صدمہ کے بعد آپ نے خلوت نشینی اختیار کر لی۔ اور ۹ر اکتوبر ۱۹۲۴ء میں کسی کے ہاں فاتحہ پڑھنے گئے وہاں تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں سے کہا کہ ڈیوڑھی میں وہ چبوترہ جہاں بیٹھ کر درسِ حدیث و قرآن دیا کرتے تھے، اُسے صاف کر کے وہاں دری پر تکیے لگا دو۔ تھوڑی دیر بعد کچھ خاص مہمان آ رہے ہیں، میں بھی آ رہا ہوں۔ شاگرد بہت حیران ہوئے، لیکن حکم کی تعمیل کرنے کیلئے خاموشی

سے روانہ ہوگئے اور تکمیل حکم کر بیٹھے۔ تھوڑی دیر بعد آپ بھی تشریف لے آئے۔ عصر کی نماز ہو چکی تھی اتنے میں آپ چبوترے پر بیٹھے ہی تھے کہ اچانک ڈیوڑھی کے دروازے پر نظر پڑتے ہی آپ کھڑے ہو گئے۔ ہوا میں کسی کے ساتھ مصافحہ کیا۔ اور سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد بیٹھنے کو کہا۔ اور پھر پوچھا کیا آپ میری چیز لے آئے ہیں۔ پھر دونوں ہاتھ آگے بڑھائے جیسے کوئی چیز لے رہے ہوں۔ اس کے بعد ہاتھ واپس ہوا میں بڑھاتے ہوئے کہا کہ یہ میری چیز نہیں اسے واپس لے جاؤ۔ اور میری چیز لے آؤ۔ تھوڑی دیر بعد یہی عمل پھر دہرایا۔

ایسی باتیں کرتے ہوئے جب بڑے بیٹے سید عبداللہ شاہ صاحبؒ نے انہیں دیکھا تو بے اختیار آپ کی گود میں گر پڑے۔ لیکن آپ نے یہ کہتے ہوئے انہیں گود سے اٹھا لیا کہ ایسا نہ کریں آپ کے جسم اور کپڑوں پر روغن لگ جائیگا۔ اس کے بعد مہمانوں کو رخصت کیا اور خود شام کی نماز کیلئے مسجد تشریف لے گئے۔ اور حسب معمول مغرب اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد گھر واپس لوٹے۔ آپ زندگی بھر زمین پر سوتے رہے۔ گھر میں کتب خانہ کی کوٹھڑی میں سویا کرتے تھے۔ لیکن اس رات خلاف عادت آپ مکان کے بڑے کمرے میں چارپائی پر سو گئے اور صبح صادق سے پہلے اپنی بیوی کو جگایا اور اُسے صرف اتنا کہا کہ آپ کو اور بچوں کو خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ خدا آپ کا اور بچوں کا حافظ اور نگہبان ہو۔ اس کے بعد کلمۂ شہادت پڑھ کر چارپائی پر لیٹ گئے۔ جب بیوی چارپائی تک پہنچی تو آپ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ چکے تھے۔

آپ کی وفات پر پورے گاؤں میں کہرام مچ گیا تھا۔ اور شیخ غلام ربانی صاحبؒ عرف چاچا ربانی نے اس ماتم اور سوگ میں اس طرح کردار ادا کیا کہ مسلمان تو درکنار ہندوؤں اور سکھوں کو بھی اس ماتم میں شرکت کیلئے تین دن تک پورا بازار بند رکھنے پر مجبور کیا۔ پورے شہر میں تین دن تک بازار دکانیں اور سب کاروبار بند رہا جس خاندان کے بزرگوں نے آپ کا ساتھ دیا اسی خاندان کے باقیات صالحات نے موت کے بعد بھی انہیں کسی دوسرے قبرستان دفن کرنے نہ دیا، بلکہ اپنے ہی بزرگوں کے ساتھ انہیں بھی دفن کیا نیز آپ کی اولاد کیلئے قبرستان کی زمین وقف کر دی۔ اس طرح ایک جیّد عالم اور صاحب مرتبہ بزرگ کی زندگی کی شمع گل ہو گئی۔

آپ کے پاس ایک عظیم کتب خانہ تھا جس میں نایاب قلمی نسخے تھے، اور ایسی کتب تھیں جو کہ آج بھی بہت مشکل سے ملتی ہیں۔ بعد میں وہ کتب خانہ نواب آف ہوتی جناب محمد اکبر خان صاحبؒ نے کچھ خرید لیا جس میں ان کے ہاتھ کا تحریر کردہ شرح ترمذی شریف قلمی بھی وہ لے گئے اور آج تک ان کے کتب خانہ

میں موجود ہے ۔ اور اسی طرح ایک اور قلمی نسخہ ترمذی شریف کی شرح کا جناب مولانا محمد ایوب صاحب بنوری کے دارالعلوم کے کتب خانہ یا ان کے ذاتی کتب خانہ واقع دارالعلوم سرحد بھانہ باڑی میں موجود ہے ۔ کچھ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نسخے اب بھی موجود ہیں جن میں رسالہ فیض مقالہ ۔ رسالہ قضاء عمری ۔ رسالہ تسنین الاشارہ ۔ رسالہ فضائل العلم والعلماء ۔ رسالۃ الجہاد والہجرت ۔ رسالہ نحویہ بہ تحقیق امر ۔ رسالۃ الجمعہ والجماعت ۔ تفسیر بتوفی بجواب قادیانی ۔ شرح قصیدہ بردہ (جو کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کے ذاتی کتب خانہ میں ہے ۔) شرح ترمذی شریف قلمی دو نسخہ مطبوعہ متفرقہ پریس دہلی جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ۔ النظر الغائر فی کشف الدائر ۔ رسالۃ الفتور عن بوائق الدھور ۔ رسالہ تجوید ضالین ظالین ۔ رسالۃ خلعۃ المضلین ۔ القول الجدید فی اثبات التقلید ۔ اور کئی نادر ذاتی قلمی نسخے جو کہ انقلاب زمانہ کی نذر ہو گئے ۔

ضمیمہ ۔ از جمیع الحق ۔

حضرت مولانا مرحوم کو اکابر اساتذہ کی خصوصی شفقت حاصل تھی اور بعض اکابر نے اپنے دست مبارک سے انہیں سند لکھ کر عطا فرمائی ۔ الحمد للہ کہ یہ تحریرات اور متبرک نوادرات دست برد زمانہ سے بچ گئے اور راقم کے پاس موجود ہیں ۔ پہلی تحریر حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی کی ہے جس پر حضرت نے ۶ رمضان ۱۳۱۰ ہجری کی تاریخ ثبت فرمائی ۔ یہ سند بڑے پوسٹ کارڈ کی ۱۹ سطروں پر مشتمل ہے ۔

سند اجازت از دست مبارک حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد سید الانبیاء والمرسلین وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ الی یوم الدین اما بعد فیقول المفتقر الی رحمۃ ربہ الصمد الفقیر المدعو برشید احمد الانصاری نسباً والجنجوھی موطنا تجاوز اللہ تعالیٰ عن ذنوبہ ومعائبہ و رضی عنہ وعن مشائخہ ان المولوی الوفور ذا الفضل الموفور محمد عبد النور قد قرء علیّ واستمع عندی الامہات الست المشہورۃ عند المحدثین المحتویۃ علی الصحاح والحسان من احادیث الرسول السید الامین الصحیحین للشیخین والجامع للترمذی

خلاصہ مضمون (حمد و صلوٰۃ کے بعد) اپنے رب کی رحمت کا محتاج فقیر رشید احمد کہتا ہے کہ ذی وقار اور فضیلت مآب مولانا محمد عبد النور نے مجھ سے صحاح ستہ احادیث پڑھیں ، اور سنیں (آگے صحاح ستہ اور ان کے مولفین کے نام ہیں ۔) اب چونکہ یہ اس کے اہل ہیں تو میں انہیں ان تمام کتابوں اور احادیث کی اجازت دیتا ہوں کہ مجھ سے انہیں روایت کریں اور میں اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے اور اپنے لئے دعا کرتا ہوں کہ مرضیات کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری آخرت دنیا سے بہتر فرمادے ۔ ولا حول ولا قوۃ الخ والصلوٰۃ والسلام الخ

یہ تحریر میں نے ۶ رمضان ۱۳۱۰ ہجری کو لکھ دی الخ

الحق

بسم الله الرحمن الرحیم

عکس تحریر · مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

والسنن لابی داؤد والسجستانی والسنن للنسائی والسنن
لابن ماجه القزوینی رضی الله عنهم اجمعین وافاض
علینا من برکاتهم وجمعنا معهم یوم الدین - فانا
اجیزه ان یرویها عنی لانه اهل لذالک عندی
واسال الله لی وله ان یوفقنا لما یحب ویرضی و
یجعل آخرتنا خیراً من الاولی ولا حول ولا قوة الا بالله
العلی العظیم والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد نبیه
الکریم وآله واصحابه واتباعه ناصری طریقه القویم
حررته السادس من شهر رمضان سنة الف وثلثمأة
وعشر من الهجرة علی صاحبها الوف صلوٰة ۱۳۱۰ھ
والتسلیمات والتحیه حرره المدعو برشید احمد

حضرت گنگوہیؒ کا اپنے اس تلمیذ رشید سے جو تعلق خاطر تھا وہ صرف اس تحریری سند سے ظاہر نہیں ہو رہا بلکہ اس کا ثبوت مولانا مرحوم کے کئی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف پر تقریظ کی شکل میں بھی ہو رہا ہے۔ مولانا نے اشارہ کے سنتیت کے بارہ میں ایک بڑا عالمانہ اور مدلل رسالہ "عین البشارة فی تسنین الاشارہ ردارباب البطالة" کے نام سے تحریر فرمایا ہے۔ اس کے اخیر میں مشاہیر علم وفضل کے نظم ونثر میں زوردار تقاریظ ہیں۔ اس رسالہ کی تمہیدی حصہ میں مولانا نے تسوید وتالیف رسالہ کے ضمن میں اکوڑہ خٹک کا ذکر جس انداز میں فرمایا ہے۔ اس سے اس دور میں بھی اس بستی کے علم وفضل کے لحاظ سے اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

وتسوید ها فی قریتی التی هی مرکز حنفاء الاسلام ومراقد اکابر الصوفیه الکرام سیما السادات العظام انار الله مضاجعهم ومتع الناس ببرکاتهم الی یوم التناد

اس رسالہ کی تسوید میرے گاؤں (اکوڑہ) میں ہوئی۔ جو حنفاء اسلام کا مرکز اور اکابر صوفیاء کرام کی آخری خواب گاہ ہے۔ بالخصوص سادات عظام کی اللہ ان کی قبروں کو روشن کرے اور دنیا کو ان کی برکات سے قیامت تک بہرہ ور کرتا رہے۔

لہ کتاب کے ٹائٹل پر لکھا ہے کہ سنت سنیہ اور مذہب حنفیہ کے اظہار کے لئے یہ رسالہ مزیل الشبہات فی تبطل الاشارات نامی کتاب کے رد میں لکھا گیا ہے مطبع گوپال راؤ ناگپور ہے اور سن طباعت ۱۳۱۶ مطابق ۱۸۹۹ء ہے۔ ۱۰۰ صفحات ہیں ۹۷ صفحات پر موضوع سے بحث کرتا ہے اس کے بعد تین چار صفحات تقاریظ ہیں۔ آخر میں القول الجدید فی اثبات التقلید کے نام سے مولانا کا مختصر مقالہ بھی ہے۔ (سمیع)

بہر حال اس کتاب کے صفحہ ۷۰ پر حضرت گنگوہیؒ کی تقریظ ان مختصر جامع الفاظ میں موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً ومصلیاً ما احسن ما اجاد فقد حقق واتقن ما اراد وما افاد جزاہ اللہ تعالےٰ خیر الجزاء حیث احیٰی سنۃ خیر الخلائق وافضل العباد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الی یوم التناد۔ حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ الصمد المدعو برشید احمد

تحریری سند مبارک حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

اس کے بعد دوسری اہم سند حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس اللہ سرہ العزیز کی ہے۔ جس میں حضرت شیخ الہند قدس سرہ نے انہیں ان تمام کتابوں کا ذکر کیا ہے جو مولانا مرحوم نے شیخ الہندؒ سے پڑھی ہیں۔ اس میں دورہ حدیث کے موقوف علیہ کے علاوہ درس نظامی کی مختلف علوم وفنون کی اکثر اہم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ سند مبارک بڑے پوسٹ کارڈ سائز کے ۱۸ سطروں پر مشتمل ہے اور ۳ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ تحریر ہے۔ عبارت حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لاشریک لہ ولا نظیر ولا ولی لنا غیرہ ولا نصیر واصلی واسلم علے رسولہ البشیر النذیر۔ وعلیٰ آلہ واصحابہ اساطین الملۃ وارکان الشریعۃ بلا نکیر۔ اما بعد فان اخی فی دین اللہ الغفور (؟) الشکور المولوی محمد عبد النور فقد قرء علی من کتب التفسیر الجلالین والبیضاوی ومن کتب علم الکلام شرح المواقف ومن کتب علم العروض المفتاح ومن کتب علم البیان والمعانی المختصر والمطول للعلامۃ التفتازانی وقد قرء جمیع العلوم عندنا من العلماء الکرام فاجیزہ ان یدرس جمیع العلوم العقلیہ والنقلیہ فانہ مع جودۃ ذھنہ بذل جھدہ فی تحصیل العلوم کلھا واوصیہ کما اوصی نفسی بالتقویٰ فی السر والنجوی داد عوالہ (؟) والفلاح وآخر دعوانا

خطبہ مسنونہ اور حمد وصلوٰۃ کے بعد۔ اما بعد میرے دینی بھائی مولوی محمد عبد النور نے مجھ سے علم تفسیر میں جلالین و بیضاوی علم الکلام میں شرح مواقف علم عروض میں عروض المفتاح اور علم بیان ومعانی میں مختصر المعانی اور مطول للعلامۃ تفتازانی پڑھی۔ اسی طرح تمام علوم ہمارے ہاں علماء کرام سے پڑھیں۔ پس میں انہیں تمام عقلی اور نقلی علوم کے تدریس کی اجازت دیتا ہوں اس لئے کہ انہوں نے اپنے ذہن رسا کے باوجود تمام علوم کی تحصیل میں اپنی پوری جدوجہد خرچ کی۔ اور اپنے نفس کے ساتھ ساتھ انہیں بھی وصیت کرتا ہے کہ خلوت وجلوت میں اللہ سے ڈرتے رہیں اور ان کی صلاح وفلاح کی دعا کرتا ہوں۔

ان الحمد للہ رب العالمین - فقط

حررہٗ محمود حسن مدرس اول مدرسہ دیوبند

مورخہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

تحریری سند مولانا محمد اسحاق الٰہ آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

البارع الاعز الموقر المولوی محمد عبد النور قد قرء لدیّ من المنطقیات شرح المطالع و شرح السلّم للقاضی وحمد اللہ ومن الامور العامۃ من حاشیۃ السیّد الزاھد علی المواقف قدس مالکفاہ ومن الطبیعات الصدرا والشمس البازغہ ومن الاصول مسلم الثبوت والتلویح ومن الکتب الادبیۃ کتاب للمقامات الحریری والحماسہ والمتنبی وسبعۃ المعلقہ وقصیدۃ البردۃ وبانت سعاد ومن الھیئۃ شرح چغمنی ومن الھندسۃ تحریر اقلیدس وللہ درّ ھذا الاعز الفاضل فقد جدّ فی التحصیل واجاد وبلغ ببذل جھدہ ودقۃ تمیزہ وجودۃ نحویتہ وصرفیتہ بکل فن قصدہٗ وارادہٗ

الفقیر الخاطی الناسی محمد فاروق الحنفی العباسی - کتبہٗ : الاحقر محمد اسحاق الٰہ آبادی عفی عنہ

محترم معزز ذی وقار مولوی عبد النور نے مجھ سے علم منطق میں شرح مطالع شرح مسلم للقاضی وحمد اللہ امور عامہ حاشیہ زاہد علی المواقف کا معتدبہ حصہ پڑھا۔ اسی طرح علم فلسفہ میں صدرا اور شمس بازغہ اصول فقہ میں مسلم الثبوت اور تلویح - ادب عربی میں مقامات حریری حماسہ، متنبی، سبعہ معلقہ، قصیدہ بردہ۔ قصیدہ بانت سعاد اور علم ہیئۃ میں شرح چغمینی علم ہندسہ میں تحریر اقلیدس پڑھیں۔ اللہ جزائے خیر دے - اس فاضل اجل کو کہ انہوں نے تحصیل علم میں بڑی سعی اور خوب محنت کی۔ اپنی کوششوں ذہانت اور علمی استعداد صرف و نحو کی صلاحیتوں سے ہر فن میں کمال حاصل کیا ہے ۔

تحریری سند حضرت مولانا محمد فاروق[1] العباسی

---

[1] بظاہر اس سے مشہور علامہ چڑیاکوٹی مراد ہیں - اگر ایسا ہے تو مولانا کے مختصر حالات یہ ہیں - آپ چڑیاکوٹ میں پیدا ہوئے منطق و ہیئۃ کی کتابیں مولوی عنایت رسول و شیخ معمر اور مولانا رحمت اللہ نور اللہ لکھنوی سے پڑھیں - اور فقہ و اصول کی کتابیں مفتی محمد یوسف لکھنوی سے مدرسہ امامیہ حنفیہ جونپور میں پڑھیں - اس کے بعد حجاز مقدس تشریف لے گئے - واپسی میں ملک کے مختلف اطراف میں تدریس شروع کی - آخری عمر میں دار العلوم لکھنؤ میں تدریس پر فائز ہوئے - عربی اور فارسی میں بہترین شاعر تھے - کئی رسالوں کے مصنف بھی ہیں - ۱۳ شوال ۱۳۲۷ھ کو آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الحکیم الخبیر العلیم القدیر

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ البشیر النذیر اما بعد

فلما قرء علیّ عدۃ من الکتب الدرسیۃ المشتملۃ

علی الفنون الادبیۃ والمعارف العقلیۃ والنقلیۃ

الشرعیۃ الفطن الذکی والحبر الذی الکمی المسوال

الوقور المولوی سید محمد عبدالنور سلمہ اللّٰہ وایدہ بما یحبہ

ویرضاہ اعنی بہا شرح السلم لحمد اللّٰہ ولوامع الاسرار

وشرح مطالع الانوار والشمس البازغۃ وشرح ہدایۃ

الحکمۃ لاصدرا والمقامات للحریری والمسلم واقلیدس

بعد حمد و صلوٰۃ جب کہ زیرک و ذہین اور بہادر

باکمال صاحب علم و فضل مولوی عبدالنور نے مجھ سے

اسلامی علوم و فنون علوم عقلیہ و نقلیہ شرعیہ کی کئی اہم

کتابیں پڑھ لیں۔ یعنی حمد اللّٰہ شرح سلم لوامع الاسرار

اور شرح مطالع الانوار شمس بازغہ، شرح ہدایۃ الحکمۃ

للصدرا، مقامات حریری اور مسلّم اور اقلیدس۔

واراد ان ...... وتدقیق وامعان نیدل؟ ....

کتبت الہ ھذہ الاوراق وکشفت عن الحق لیکون سنداً

لہ عند ما یراد الاحقاق۔

الاحقر الخاطی الناسی محمد فاروق الحنفی العاصی

بقیہ از صفحہ ۱۶

اگر اس "سیر فی الارض" کے ذریعے یہ مقصد حاصل نہ ہو تو اس صورت میں بھی ایسے اسفار اس قسم کی آیات کی رُو سے قابل اعتراض ہو سکتے ہیں۔ اس موضوع پر اس سے زیادہ تفصیل کی اس وقت گنجائش نہیں ہے۔

بہر حال اس تحقیق کے بعد اب ہم کو دیکھنا ہے کہ اس لفظ کے مفہوم میں روزہ رکھنے کے معنی کیسے اور کسطرح پیدا ہو گئے۔؟ چنانچہ معنائے دوم کے مطابق ظاہر ہو گیا کہ اس لفظ کے مجازی یا ثانوی معنی اولین طور پر عبادت و ریاضت کی خاطر گھر سے نکلنے کے ہیں، جو رہبانیت کا مترادف ہے۔ بالفاظ دیگر اہل کتاب کے یہاں مروجہ رہبانیت کی تعبیر عربوں کے یہاں "سیاحت" کے لفظ سے کی جاتی تھی، مگر جب اسلام آیا تو جہاں اُس نے بہت سے قدیم اور جاہلانہ افعال و تصورات کی اصلاح کی اور بہت سارے الفاظ کے معانی و مفہومات بدل دئے۔ اسی طرح اس نے رہبانیت کے اس غلط رواج کی بھی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ اب اس غیر فطری طریقۂ عبادت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس اس نے روزہ اور جہاد وغیرہ کو رہبانیت کا نعم البدل قرار دیا۔ جیسا کہ مختلف احادیث سے اس مسئلے پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔ اس نقطۂ نظر سے اس موقع پر پہلے جہاد اور پھر روزے کے مفہوم و مصداق پر بحث کی جائے گی۔

(باقی آئندہ)

محکمہ مواصلات و تعمیرات صوبہ سرحد
نوٹس برائے پیشگی اہلیت ٹھیکیداران ٹنڈر

کلاس سی کے منظور شدہ سرکاری ٹھیکیداروں اور فرموں سے مندرجہ ذیل کام کے لئے پیشگی اہلیت کی بنیاد پر درخواستیں مطلوب ہیں جو دفتر زیر دستخطی کو مورخہ 15.2.1984 تک پہنچ جانی چاہئیں۔

نمبر شمار	کام	اندازہ تخمینہ	زر بیعانہ	میعاد تکمیل	ٹنڈر کھولنے کی تاریخ
۱	میاں عیسیٰ تا جہانگیرہ۔ بلیک ٹاپڈ شنگل روڈ کی تعمیر۔ سب ہیڈ۔ (i) جبر نالہ پل (ii) ملاسن نالہ پل اور (iii) میل 12 میں واقع پل کی تعمیر	11,00,000/-	22,000/=	4 ماہ	19.2.1984

خواہشمند ٹھیکیداروں/فرموں کو مندرجہ ذیل اعداد و شمار و معلومات برائے پیشگی اہلیت فراہم کرنے ہوں گے۔

(۱) (ا۔ فرم/ٹھیکیدار کا نام اور پورا پتہ (ب) بحیثیت منظور شدہ فرم/ٹھیکیدار موجودہ اندراج (i) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں (ii) دیگر محکموں اور تنظیموں میں (ج) گذشتہ 5 سالوں کے دوران بڑے منصوبوں کی تعمیر کا تجربہ۔ منصوبوں پہ لاگت اور تکمیل کی مدت کے بارے میں تفصیلات جو متعلقہ محکمے کے افسران سے تصدیق شدہ ہوں (د) موجودہ زیر تعمیر کاموں کی تفصیل (س) قابل استعمال مشینری جو فرم کی اپنی ملکیت ہو کی فہرست (ش) ٹھیکیدار/فرم کے ساتھ موجودہ وقت میں باقاعدہ تنخواہ پر کام کرنے والے اہم اہلکاروں کے نام اور اہلیت (ص) کیا ٹھیکیدار/فرم کسی ثالثی تنازعے یا سول مقدمہ میں کسی کے ساتھ ملوث ہے (ض) بنک کی طرف سے زیر دستخطی کے نام سربمہر لفافے میں ٹھیکیدار/فرم کی حالت اور بنک بیلنس کا سرٹیفکیٹ

(2) (ا۔ ٹنڈر فارم صرف پری کوالیفائڈ ٹھیکیداروں کو مبلغ -/200 روپے نقد ناقابل واپسی مورخہ 18/2/84 کو دن کے 9 بجے سے 2 بجے تک جاری کئے جائیں گے۔ (ب) سربمہر ٹنڈر مورخہ 19/2/84 کو دن کے ۱۲ بجے تک وصول کئے جائیں گے اور اسی دن ۱ بجے متعلقہ ٹھیکیداروں یا ان کے نمائندوں کی موجودگی میں کھولے جائیں گے (ج) زر بیعانہ بصورت کال ڈیپازٹ بحق ایگزیکٹو انجینئر ہائی وے پشاور ٹنڈر کے ساتھ منسلک ہونا چاہئے۔ نقد رقم وصول نہیں کی جائے گی (د) مشروط، نامکمل بذریعہ ڈاک و تار ٹنڈر قبول نہیں ہوں گے (س) افسر مجاز کو حق حاصل ہے کہ بلا اظہار وجہ کسی یا تمام ٹنڈروں کو مسترد کر دے (ش) مزید معلومات، تفصیلات دفتر زیر دستخطی میں کسی بھی یوم کار دفتری اوقات میں حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

غلام محمد

ایگزیکٹو انجینئر ہائی وے ڈویژن پشاور۔ فون نمبر 76063

INF (P) 283

تبرکات

از حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم مردانی قدس سرہ

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی شرح مسلم کی خصوصیات

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی معرکۃ الآرا کتاب فتح الملہم شرح مسلم شریف کی خصوصیات کے بارہ میں حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم مردانی صدر مدرس دارالعلوم حقانیہ کی ایک مختصر تحریر نذر قارئین ہے۔ جو ایک خط کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ "س"

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد شیخ الاسلام محقق عصر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی طاب ثراہ وجعل اللہ جنت الفردوس مثواہ کے متعلق بہ حیثیت شارح کتاب مسلم شریف کے حضرت العلامہ خاتم المحدثین زبدۃ المحققین مولانا سید انور شاہ الکشمیری ثم دیوبندی جن کے کمال علمی زہد و تقوی کی شان میں خود مصنف علیہ الرحمۃ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

الشیخ العلامۃ التقی النقی الذی لم تری العیون مثلہ ولم یر ہو مثل نفسہ ولو کان فی سالف الزمان لکان لہ شان فی طبقۃ اہل العلم عظیم وہو سیدنا ومولانا الانور الکشمیری ثم الدیوبندی، نور اللہ مرقدہ کی فارسی تقریظ کا اقتباس کافی ہے۔ جو انہوں نے اسی شرح کے خصائص و علو شان میں قلم بند کیا ہے وہ فرماتے ہیں:۔

کہ یہ امر مخفی نہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے تبرکات و ماثر متوارثہ میں کوئی تبرک صحیح ترین و بہترین علم حدیث سے نہیں۔ کیونکہ حدیث بغیر کسی تصرف و بے کم وکاست نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انفاس قدسیہ ہیں۔ اور یہ بھی واضح بات ہے کہ کوئی خدمت بعد از خدمت کتاب اللہ تعالیٰ موجب مرضاۃ و خوشنودی حضرت نبوت مانند خدمت حدیث کے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے علامہ حاضر مولانا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی جو کہ زمان حال کے مفسر و محدث و متکلم و فقیہ ہیں۔ اسی خدمت بالخصوص کتاب مسلم شریف کی خدمت شرح کی طرف متوجہ ہو کر اہل علم خصوصاً مشتغلین فن حدیث اور قارئین مسلم شریف پر بڑا احسان کیا۔ احقر کے علم میں کوئی شخص

س کتاب کی خدمت شرح کے لئے بہتر ان سے نہیں ہے انہوں نے حقِ خدمت ادا کیا اور کتاب مذکور کے معتدبہ حصہ کی ایسی شرح لکھی کہ اپنی خصوصیات میں احقر کے علم میں اس کی نظیر نہیں کہ سابقین میں بھی ایسی گرامی خدمت اس کتاب پر نہ کی ہوگی شرح مذکور امور ذیل پر مشتمل ہے۔

۱۔ توضیح احادیث مشکلہ جو کہ ذات و صفات الٰہیہ اور افعال ربانیہ یا دوسرے حقائق غامضہ جو انہام سے بالاتر ہیں کے باب میں وارد ہوئے ہیں۔

۲۔ ہر مادہ و موضوع میں علماء کرام کے اقوال متفرقہ میں سے عمدہ اور منتخب قول نقل کرنا۔

۳۔ مسائل غامضہ کی تفہیم کے لئے امثلہ و نظائر جو کہ اوفق اور بہتر اس سے نہوں کا ذکر کرنا۔

۴۔ مذاہب ائمہ دین رحمہم اللہ اور ان کے اقوال کتب معتمد علیہا میں سے روایت کرنا۔

۵۔ مسائل مختلف فیہا میں نہایت انصاف و احتیاط کے ساتھ مذہب حنفیہ کی ترجیح و تائید کرنا۔

۶۔ صوفیائے کرام و عرفاء عظام کے نکات و اسرار جس باب میں منقول ہوں فتوحات شیخ اکبر حجۃ اللہ البالغہ احیاء العلوم و مواہب لدنیہ وغیرہا کتب تصوف میں سے تحریر کرنا۔

۷۔ مغرب زدہ روشن دماغ جنہوں نے اپنا متاع ایمان اور استعداد تقلید یورپ ضائع کر دیا ہے کے شبہات دفع کرنا۔

۸۔ فن حدیث کے کتب مختلفہ سے احادیث متعلقہ باب بقدر امکان ایک جگہ میں جمع کرنا۔

۹۔ توفیق احادیث متعارضہ اور دفع تعارض حتی الامکان اپنی طاقت صرف کرنا۔

۱۰۔ اقوال اور روایات کے نقول میں اصول کی طرف مراجعت کرنا۔ وغیرہا جو کہ مناسب اسی خدمت کے ہوں۔ انتہیٰ

راقم الحروف کہتا ہے کہ آخری جملہ میں اشارہ ہے کہ خصوصیات شرح تو بکثرت ہیں لیکن بخوف تطویل چند امور کا مذکورہ اکتفا کیا گیا ہے منجملہ ان کے مصنف کا مبسوط مقدمہ جس میں تقریباً ان تمام اصول فن حدیث پر کافی بحث کی گئی ہے۔ جو اس فن میں کثرت سے دائر ہیں۔ بعض اصول فقہ کی بہترین تحقیق جو استنباط مسائل و احکام میں بصیرت بخش ہیں۔ مثلاً تحقیق مناط تنقیح مناط تخریج مناط قیاس فقہی۔ منجملہ ان کے تحقیق ایمان شرعی جس پر مدار نجات اخروی ہے۔ تحقیق توحید الوہیت براہین قاطعہ کے ساتھ۔ اثبات ملائکہ اور رسالت بطرز جدید۔ مسئلہ قدر و جبر پر تسلی بخش اور مدلل بحث۔ کسب و خلق میں فرق۔ اثبات معاد جسمانی اور اس کی کیفیات متنوعہ۔ اثبات معراج جسمانی تحقیق امکان رؤیت باری تعالیٰ۔ اور اثبات وقوع رؤیت مومنین فی الاخرۃ کبائر و صغائر کی تحقیق اور ان میں فروق کی تفصیل۔ رواۃ کے تراجم میں ان کے نشانات اور اہم احوال کا تذکرہ غیر معروف اسماء کا ضبط۔ بقدر کفایت جرح و تعدیل۔ اسانید میں جہاں کہیں اشکال ہو اس کا دفع کرنا۔ اپنے اساتذہ اور اکابر کے بعض تحقیقات جو زبانی نقل ہوتی چلی آرہی تھیں یا غیر معروف کتاب میں مندرج تھیں یا دوسری زبان عربی کے علاوہ تھیں مناسب ابواب مسائل کو کتاب میں درج کیا گیا ہے تا بحد امکان مسائل پر بحث محض بطور جدال کے نہیں کی بلکہ ایسی تحقیق جس کو ذوق سلیم قبول کرتا ہو۔ روایات مختلفہ تطبیق بذریعہ روایات کی کوشش کی گئی ہے اپنے مقدور کے موافق سعی کی گئی ہے کہ احادیث کا مضمون قرآن کریم سے ثابت کیا جائے اور آیات کو احادیث کا ماخذ بتایا جائے =

صافی
خون صاف کرنے کی قدرتی دوا
SAFI
BLOOD PURIFIER
صاف اور صحت بخش خون ہی
انسان کی اچھی صحت کا ضامن ہوتا ہے۔
خون میں فاسد مادّوں کی پیدائش سے پھوڑے پھنسیاں،
خارش، دانے اور مہاسے وغیرہ جسم پر نمودار ہونے لگتے ہیں۔
ہمدرد کی صافی خون کو صاف اور صحت مند رکھتی ہے۔
صافی کا باقاعدہ استعمال جِلدی بیماریوں
سے محفوظ رہنے اور خون کی صفائی کا مفید ذریعہ ہے۔
جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ
صافی
سے خون بھی صاف
جِلد بھی صاف
ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں
آوازِ اخلاق
بدزبانی ذہن کا سرطان ہے

شرعی اوزان پیمانے اور پیمائشیں

★ تحقیق علامہ نجم الدین (م ۷۱۰ھ)

★ ترتیب۔ ڈاکٹر الخاروف مکہ یونیورسٹی

★ ترجمہ۔ سلمان الحسینی ندوی

تحقیقی مطالعوں کا نچوڑ

شرعی اوزان، پیمانوں اور پیمائشوں کے بارے میں مختلف تحقیقی مضامین شائع ہوتے رہے ہیں اور نتائج تحقیق میں اختلاف بھی رہا ہے۔ لیکن عام طور پر طویل تحقیقی مضامین پڑھنے کی نوبت لوگوں کو کم ہی آتی ہے۔ اور کبھی اوزان میں اختلاف قابل اطمینان نتیجہ تک پہنچنے نہیں دیتا۔ اس لئے شرعی اوزان اور ان کے مقابل جدید اوزان کا نقشہ پیش کیا جا رہا ہے۔ جو فقہ و حدیث کے طالب علموں کے لئے مفید ہوگا۔ اوزان و پیمانوں کے بارے میں یہ معلومات ڈاکٹر محمد احمد اسماعیل الخاروف کے نقشہ پر مبنی ہے۔ جو انہوں نے علامہ نجم الدین ابن الرفعہ الانصاری (م ۷۱۰ھ) کی کتاب "الایضاح والتبیان فی معرفة المکیال والمیزان" کے آخر میں درج کیا ہے۔

ابن الرفعہ علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) کے معاصر ہیں اور شافعی المذہب ہیں۔ ابن تیمیہ نے ایک مناظرہ کے بعد ان کے بارے میں کہا تھا۔ "رایت شیخا یتقاطر فقۃ الشافعیۃ من لحیتہ" میں نے ان کو ایسا عالم پایا کہ ان کی داڑھی سے فقہ شافعی ٹپکتا تھا۔ یہ لہجہ اگرچہ بظاہر طنز آمیز ہے لیکن اعتراف سے خالی نہیں۔

ابن الرفعہ مصر میں محتسب کے عہدہ پر فائز تھے۔ اور اسی زمانہ میں انہوں نے مندرجہ بالا کتاب تصنیف کی۔ جو شرعی اوزان و پیمانوں پر مستقل تصنیف ہے۔ اور مصنف کی تحقیق کا نچوڑ ہے۔ ڈاکٹر الخاروف نے جو جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے کلیۃ الشریعہ میں ریڈر ہیں۔ فاضلانہ حواشی کے ساتھ اس کتاب کو ایڈٹ کیا ہے۔ اس سے پہلے وہ ڈاکٹریٹ کا مقالہ (THESIS) بھی اسی موضوع پر چودہ صدیوں میں اسلامی اوزان، پیمانے اور پیمائشیں اور میٹر کے نظام سے ان کا موازنہ کے عنوان سے لکھ چکے ہیں اور اس موضوع پر تیار کردہ اب تک کے مواد سے پورا فائدہ اٹھایا ہے اور جو اوزان و پیمانے آثار قدیمہ کے خزانے میں محفوظ رہ گئے ہیں ان کا مشاہدہ اور ان کے متعلق تحقیقات کو بھی پیش نظر رکھا ہے ان کی اس طویل کد و کاوش کا نتیجہ حسب ذیل ہے۔

اوزان شرعی — شرعی اوزان گراموں میں

			گرام	ملی گرام
۰۱	اوقیہ	چاندی کا	۱۱۹	
۰۲	اوقیہ	سونے کا	۲۹	۷۵
۰۳	اوقیہ	[illegible]	۳۴ [illegible]	

نمبر	نام	تفصیل	گرام	ملیگرام
۴	حبّہ	(شرعی دینار کے حساب سے) جب کہ ایک دینار کا وزن ۷۲ جو کے دانوں کے برابر ہو	۳۴	
۵	حبّہ	(شرعی سکہ درہم کے اعتبار سے) جب کہ درہم کا وزن ۵۰ جو کے دانوں کے برابر ہو		۹۵
۶	حبّہ	(مثقال شرعی کے اعتبار سے)		۶۲
۷	دانق	(دینار شرعی کے اعتبار سے)		۷۰۸
۸	دانق	(وزن درہم کے اعتبار سے)		۵۲۸
۹	دانق	(سکہ درہم کے اعتبار سے)		۴۹۵
۱۰	دانق	(وزن مثقال کے اعتبار سے)		۷۵۵
۱۱	درہم شرعی	(جو وزن کے لئے استعمال ہوتا تھا)	۳	۱۷۱
۱۲	درہم بغلی		۳	۷۷۶
۱۳	درہم خوارزمی		۲	۳۶
۱۴	درہم طبری		۲	۱۲۵
۱۵	دینار شرعی	جو بطور سکہ استعمال ہوتا تھا	۴	۲۵
۱۶	رطل شرعی	(بغدادی) جو ناپنے یا تولنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔	۴۰۸	
۱۷	رطل شرعی	چاندی کے سکوں کے وزن کے لئے۔	ایک کلو ۴۲۸	
۱۸	مثقال شرعی	ناپ یا تول کے لئے	۴	۵۳

قدیم اسلامی پیمانے اور پانی کے وزن کے اعتبار سے لیٹر میں اور گندم کے اعتبار سے گرام میں انکی تحدید

نمبر	پیمانہ	لیٹر	ملی لیٹر	گرام	ملی گرام
۱	اردب مصری۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں	۶۶	-	۵۲۱۴۰	
۲	جریب فارسی عراقی " " "	۱۳۲	۲۱۳	۱۰۴۴۸	
۳	صاع نبوی۔ حنفیہ کے نزدیک	۴	۱۲۷	۳۲۹۶	
۴	صاع نبوی۔ شوافع۔ حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک	۲	۷۵	۲۱۷۵	
۵	عَرَق شرعی۔ شوافع۔ حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک	۴۱	۲۱۶	۳۲۶۲۵	
۶	فَرَق شرعی " " "	۸	۲۶۳	۶۵۲۸	
۷	قدح مصری۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں	۱	۳۷۵	۱۰۸۷	
۸	قفیز عراقی۔ عراق و ایران کے اسلامی فتح کے وقت	۳۳	۵۳	۲۶۱۱۲	

نمبر	پیمانہ	تفصیل	لیٹر	ملی لیٹر		گرام	ملی گرام
۹۔	قلتین	تقریبی طور پر	۳۰۷				
۱۰۔	مُد نبوی	حنفیہ کے نزدیک	۱	۴۳		۸۴۴	۲
۱۱۔	مُد نبوی	شوافع، حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک	۱	۴۳		۵۴۳	۴

نوٹ۔ گندم کا پانی کے ساتھ تناسب تقریباً ۹، فی صد ہے

قدیم اسلامی پیمائش اور میٹر کے نظام سے ان کی تحدید

نمبر	پیمائش	میٹر	سنٹی میٹر		ملی میٹر
۱۔	اصبع شرعی		۱		۹۴۵ لمبائی
۲۔	ذراع شرعی		۴۶		۲ ″
۳	ذراع فاروقی		۷۶		۳۷ ″
۴۔	برید شرعی	۲۲۱۷۶			
۵۔	جریب شرعی۔ فاروقی	۱۳۶۶			۴۱۶ مربع
۶۔	قدم شرعی۔ چلنے میں دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ				۲
۷۔	جو شرعی				۳۲۰ ملی میٹر
۸۔	شرعی مسافت قصر	۴۸ کیلومیٹر			۷۰۴ میٹر
۹۔	میل شرعی	ایک کیلومیٹر			۸۴۸ ″
۱۰۔	فرسخ شرعی	۵ کیلومیٹر			۵۵۴ ″
۱۱۔	قدم شرعی			۱۵	۴

حکومت پاکستان - دفتر چیف کنٹرولر درآمدات و برآمدات، اسلام آباد

مورخہ ۲۰ر فروری ۱۹۸۴ء

امپورٹ ٹریڈ کنٹرول

(پبلک نوٹس)

پاک چیکوسلواکیہ بارٹر نمبر ۲۰ مجریہ ۲۰ر اپریل ۱۹۸۳ء کے تحت سامان کی درآمد

NO.13 (84)/IMP -I :- بذریعہ ہذا درآمد کنندگان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ پاک - چیکوسلواکیہ بارٹر نمبر ۲ مجریہ ۲۰ر اپریل ۸۳ء کے تحت امپورٹ پالیسی آرڈر ۱۹۸۳ء کے نمبر شمار ۱۲ " ربر مینوفیکچر ز این او ایس (براٹرز ڈفینول ٹنکس) کی درآمد کے لیے امپورٹ پالیسی آرڈر ۱۹۸۳ء کی دفعات کے مطابق فوری استعمال کے لئے فنڈ دستیاب ہیں۔

۲ - متوقع درآمد کنندگان کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ امپورٹ پالیسی آرڈر ۱۹۸۳ء کے اپینڈکس V میں دیے ہوئے مقررہ پروفارما کے مطابق سادہ کاغذ پر اپنی درخواستیں ہر آئیٹم کے لئے الگ الگ اور فیس کی مطلوبہ رقم کے بینک پے آرڈر کے ساتھ اپنے نامزد بینکوں کے توسط سے متعلقہ لائسنسنگ کاؤنٹر پر زیادہ سے زیادہ ۲۵ر مارچ ۸۴ء تک جمع کرا دیں۔

پبلک نوٹس کے تحت درخواست جمع کر دینے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوگا کہ درخواست دہندہ کو بارٹر ہذا کے تحت درآمدی لائسنسوں کی اجرائی کا کوئی استحقاق حاصل ہو گیا ہے۔

لائسنسنگ کی بنیاد کا تعین ڈیپارٹمنٹ جس طرح مناسب سمجھے گا اسی طرح کرے گا۔

(دستخط)

طارق اقبال پوری، کنٹرولر

برائے چیف کنٹرولر درآمدات و برآمدات

PIB·(ISLAMABAD) 3681/82

ضبط : مولانا عبدالقیوم حقانی

۱۶ مارچ ۱۹۸۴ء مولانا نذر نعمانی اور مولوی محمد اسلم حقانی اپنے مجاہدین رفقاء کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت اقدس سے ملنے آئے۔ حضرت شیخ کی طبیعت آج بڑی کشادہ تھی۔ بڑے ہشاش بشاش معلوم ہو رہے تھے۔ جماعت مجاہدین کی آمد سے تو اور بھی طبیعت میں نشاط آگیا۔ اور مجاہدین و حاضرین سے کافی دیر تک جہادِ افغانستان کی مناسبت سے گفتگو کرتے رہے۔ جو ارشادات قلم بند ہو سکے نذرِ قارئین ہیں:۔

فرمایا، جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سعی اور کوشش اس میں بڑی برکتیں ہیں۔ اللہ کریم کی غیبی نصرتیں شاملِ حال رہتی ہیں۔ حضرت عکاشہؓ جب خالی ہاتھوں باطل سے برسرِ پیکار تھے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک چھڑی جس کا نام عون تھا عنایت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا عکاشہ! اس چھڑی کو کفار کے مقابلہ میں استعمال کرو۔ اور اللہ کا نام لے کر جنگ کے میدان میں اس سے کفر کا مقابلہ کرو۔ یہ چھڑی تلوار کا کام دے گی۔ تو نبوت کا معجزہ اور جہاد کی برکت یوں ظاہر ہوئی کہ اس لکڑی نے جنگ بدر اور متعدد غزوات میں تلوار سے بھی بڑھ کر کام دیا۔

یہ تو حضرات صحابہ کی باتیں ہیں۔ نبوت کے معجزات اور صحابہؓ کی کرامات ہیں۔ اور خیر القرون کا مبارک دور، آج جس دور سے ہم گذر رہے ہیں۔ یہ خیر القرون سے صدیوں دور اور قربِ قیامت کا زمانہ ہے۔ ایمان کمزور اور یقین مضمحل ہو چکے ہیں۔ مگر اعلائے کلمۃ اللہ اور اللہ کے نام کی سربلندی کے لئے جہاد اور قربانی کے برکات اب بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ آپ حضرات (افغان مجاہدین) کو تو اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ کہ خالی ہاتھ، اور بے سروسامانی، مجاہدین کے ہاتھوں جب قدرت نے بمبار طیاروں، دیو ہیکل ٹینکوں اور ہر قسم کے جدید آتشیں اسلحہ سے لیس طاقتور فوج کو بفضل اللہ بری طرح شکست ہوئی ہے۔ یہ سب جہاد کی فضیلت و کرامت ہے۔ افغانستان کی یہ جنگ اور افغان مجاہدین کا یہ مومنانہ جہاد، درحقیقت اسلام کی فتح، جہاد کی عظمت، مجاہدین کی فضیلت اور دین و ایمان

اور نبوت کا معجزہ ہے۔ رب قدیر سب کو عزیمت اور استقامت عطا فرمائے۔ جو لوگ اس میدان میں اتر آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو عزیمت و استقامت بھی بخش دی ہے۔ ہمارے مولانا جلال الدین حقانی۔ مولوی یونس خالص حقانی۔ مولانا دیندار حقانی اور سینکڑوں علماء و مجاہدین خاک و خون اور گولوں اور توپوں کی برستی ہوئی آگ سے کھیل رہے ہیں۔ مگر ان کے پائے استقامت میں کوئی لغزش نہیں آئی۔

مولانا جلال الدین حقانی سے خدا تعالیٰ اس وقت میدان جہاد میں ٹینک شکنی کا کام لے رہے ہیں کئی دفعہ گولیوں کی زد میں آتے مگر خدا کا فضل دیکھیں ہر مرتبہ محفوظ رہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں وہ جب چاہتا ہے جس انداز سے چاہتا ہے اپنے بندوں کو محفوظ رکھتا ہے۔

میری تو اللہ کریم سے یہی دعا رہتی ہے کہ خدا تعالیٰ آپ حضرات اور تمام مجاہدین اسلام کو ہر آفت سے اور دشمن کے حملے سے محفوظ رکھے۔

حضرت خالد بن ولید جو اسلام کے عظیم جرنیل، فاتح اور بہت بڑے مجاہد تھے۔ ساری زندگی جہاد میں گذاری قیصر و کسریٰ جیسے شاہان وقت کے مقابلہ کی بڑی بڑی جنگیں لڑیں۔ شہادت کی تمنا تھی، اور شہادت کے لئے دعائیں کرتے رہے لیکن خدا تعالیٰ کو ان کی محافظت منظور تھی۔ اس لئے ان کی میدان جنگ میں شہید ہونے کی دعا پوری نہ ہوئی۔ جب وفات کا وقت قریب ہوا تو فرمایا:۔

لوگو! خبردار رہنا، اور یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ موت جنگ کی وجہ سے آتی ہے یا جو لڑتا ہے وہی مرتا ہے میری ساری زندگی تمہارے سامنے ہے۔ ہمیشہ لڑائیاں لڑتا رہا۔ بڑے بڑے معرکے سر کئے اور ہر لمحہ اور ہر گھڑی میری یہ تمنا رہتی تھی کہ اللہ پاک مجھے خلعت شہادت سے نوازیں۔ مگر میری یہ آرزو پوری نہ ہوئی حضرت خالد کا یہ فرمانا کہ میری آرزو پوری نہ ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خدا تعالیٰ کو اس کا پورا کرنا منظور نہ تھا۔

علماء حضرات نے یہاں ایک عجیب علمی نقطہ بیان فرمایا ہے۔ کہ حضرت خالد بن ولید کو لسان نبوت سے سیف من سیوف اللہ کا خطاب ملا تھا۔ تو تلوار کا کام کاٹنا ہے کٹنا نہیں اگر بالفرض حضرت خالد کسی غزوہ میں شہید ہو جاتے اور تلوار کی دھار سے کٹ جاتے تو مشرکین مذاق اڑاتے اور کہتے کہ یہ کیسی تلوار ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے کٹ گئی۔ درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیا ہوا خطاب "سیف اللہ" اللہ تعالیٰ کو اس کی لاج رکھنا منظور تھا اس لئے حضرت خالد کو کٹنے سے محفوظ رکھا۔

(مجاہدین سے) ہم بوڑھوں کو بھی اپنی دعاؤں بالخصوص میدان جنگ کے اوقات کی مستجاب دعاؤں میں نہ بھلانا اور اپنے مقبول دعاؤں میں یاد فرما کر ہم گناہ گاروں پر احسان کریں ــــ آپ حضرات بھی اِنّا جَعَلْنَا فِي اَعْنَاقِهِمْ الخ.... اور شَاهَتِ الْوُجُوهُ کا وظیفہ پڑھ لیا کریں۔ اللہ پاک معاونت بھی فرمائیں گے

اور محافظت بھی۔ ہمارے اکابر اساتذہ اور اسلاف نے اس آیت کے ورد کے بے شمار فوائد اور ثمرات بیان فرمائے ہیں۔ میں نے اپنے مشائخ سے ماموں اللہ بخش نامی جن کا قصہ سنا ہے اور بارہا سنا ہے۔ جو احمد آباد سے بھاگ کر گنگوہ آگیا تھا۔ اور پھر یہاں اپنی آمد کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا کرتا تھا۔ کہ میں نے احمد آباد میں ایک عورت کو ستانا شروع کیا تو اس کے رشتہ دار اس کے لئے کئی عاملوں کو لاتے رہے جو عامل بھی آتا میں دھمکی دھونس اور زود کوب سے اس کا خوب نوٹس لیتا۔ آخر ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جو بظاہر اپنے سادہ لباس اور وضع قطع سے ایک معمولی انسان معلوم ہوتے تھے۔ میں نے انہیں بھی دھمکی دے دی کہ تیری طرح بیسیوں عامل آئے اور میرا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ اور میرے ساتھ چھیڑ خوانی پر کوئی اچھا خاصہ نتیجہ بھی مرتب نہ ہو سکا۔ میں نے عامل سے کہا کہ تیرا بھی وہی انجام ہو گا جو پہلوں کا ہوتا رہا۔

اتنے میں اس عامل نے " انا جعلنا فی اعناقهم اغلالاً الخ (الآیۃ) کی آیت پڑھنی شروع کر دی مکمل کی تو میرے سامنے ایک بہت بڑی دیوار حائل ہو گئی۔ اس عامل نے مجھے کہا کہ عورت کو چھوڑ دو۔ ورنہ ابھی قید کرتا ہوں۔ میں اپنی ضد پر رہا اور عامل کو ایک دوسری دھمکی سنا ڈالی۔ کہ عامل نے پھر اسی آیت کو پڑھا تو میرے پیچھے بھی ایک مضبوط دیوار کھڑی ہو گئی۔ پھر عامل آیت پڑھتے گئے اور میرے اردگرد دیواریں چڑھتی گئیں اور میں ایک مضبوط حصار میں بند ہو گیا۔ اور اپنی نجات بھاگ جانے میں پائی۔ لہٰذا وہاں سے بھاگ کر اب گنگوہ حاضر ہوا۔ اور یہاں آکر پناہ لی ہے۔

بہرحال میں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ سب قرآنی آیات اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کی برکات ہیں جو مخلصین و صالحین کو حاصل ہوتے ہیں۔

اللہ کریم نے جس طرح جہاد میں بے پناہ برکتیں رکھی ہیں اسی طرح مجاہدین کے مقام اور نام میں بھی کثیر برکتیں ہیں۔ امام بخاری نے تمام بدری مجاہدین (صحابہ) کے نام یک جا ذکر کئے ہیں جو بھی ان اسماء کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے۔ اللہ پاک اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ اور اگر کسی کی دعا قبول نہیں ہوتی تو اس کے یہ معنی نہیں کہ مجاہدین کے اسماء میں برکت نہیں۔ بلکہ اس کی کئی اور وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مثلاً قبولیت دعا کی جو شرائط ہیں وہ مفقود ہیں۔ اور عدم قبولیت دعا، بعض اوقات عدم خلوص کا نتیجہ بھی ہو سکتا ہے۔ خدا کے حضور دعا کوئی عام منتر اور جادو نہیں بلکہ دعا میں خشوع و خضوع یقین و ایمان کے ساتھ ساتھ احترام، عظمت اور فضیلت کو بھی سامنے رکھنا ہوتا ہے۔ اب تو بحمد اللہ مجاہدین کی برکتوں کے طفیل بہت سے علاقوں میں ارزانی اور رزق کی کشادگی کی خبریں بھی آرہی ہیں من یہاجر فی سبیل اللہ۔ روسی دشمن اور ببرک کارمل کا خیال تھا کہ مجاہدین و مہاجرین بھوکوں مر جائیں گے مگر آج وہ مجاہدین کے ساتھ اللہ کی نصرت دیکھتے ہیں اور ان کے رزق کی کشادگی کے ساتھ ساتھ ان کو میدان کارزار میں کامیاب دیکھتے ہیں تو ان کی ناک خاک آلود ہو جاتی ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ سب حضرات مجاہدین کے اپنے خلوص و دیانتداری کے نتائج ہیں اللہ کریم مزید مستفید فرمائے۔

ایگل
ایک عالمگیر قلم
خوشخط رواں اور دیرپا۔
اسٹیل کے سفید اریڈیم ٹپڈ نب کے ساتھ
EAGLE
EAGLE IRIDIUM
ہر جگہ دستیاب
آزاد فرینڈز اینڈ کمپنی لمیٹڈ

دلکش
دلنشیں
دلفریب
کنول لنن، صنم پاپلین
بے نظیر پاپلین
کہکشاں پرنٹس
سنگم بوسکی
مایہ ناز پاپلین
کمانڈر پاپلین
پریذیڈنٹ لان
جمال ۳۰۰۰ پاپلین
جمال ۵۰۰۰ لان
حسین کے پارچہ جات
حسین کے خوبصورت پارچہ جات نہ صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی نکھارتے ہیں۔ خواتین ہوں یا
مرد دونوں کے ملبوسات کیلئے موزوں۔ حسین کے پارچہ جات شہر کی ہر بڑی دکان پر دستیاب ہیں۔
HUSEIN
FABRICS
خوش پوشی کے پیش رو
حسین ٹیکسٹائل ملز
حسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی
کا ایک ڈویژن

SOHRAB
پاکستان کا نمبر 1 بائیسکل
سُہراب

شاہ ولی اللہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے آئینہ میں

ندوہ میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا توسیعی خطبہ

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں توسیعی خطبات کی روایت بہت دنوں سے چلی آرہی ہے۔ ہر سال ملک یا بیرون ملک کے ممتاز علماء ومفکرین مختلف موضوعات پر تحقیقی مقالے پڑھتے ہیں۔ اس سال اس سلسلہ کی ابتدا مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے مقالہ سے ہوئی۔ جو مولانا مدظلہ نے ۲۹ جنوری ۱۹۸۴ء کی شام کو بعد نماز مغرب الاصلاح کے جمالیہ ہال میں خود پڑھا۔ مقالہ کا عنوان تھا "شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ کے آئینہ میں"۔

حضرت مولانا مدظلہ نے مختصر زبانی تمہید کے بعد اپنا مقالہ پڑھا۔ مقالہ کے اہم حصوں کا خلاصہ ہدیہ ناظرین ہے۔ (عبدالحکیم۔ تعمیر حیات)

حجۃ اللہ البالغہ کا امتیاز شاہ صاحب کی سب سے معرکۃ الآرا کتاب اور علمی کارنامہ "حجۃ اللہ البالغہ" ہے جس میں دین ونظام شریعت کا ایک ایسا مربوط، جامع اور مدلل نقشہ پیش کیا گیا ہے جس میں ایمانیات، عبادات، معاملات، اخلاق، علم الاجتماع وتمدن، سیاست واحسان کو ایک ایسے ربط وتعلق اور صحیح تناسب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ وہ ایک ہار کے موتی اور ایک زنجیر کی کڑیاں معلوم ہوتی ہیں۔ اور ان میں اصول وفروع، مقاصد ووسائل اور دائمی وموقت کا فرق نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے پاتا جو ان بہت سی تصنیفات وتحقیقات کی قدیم کمزوری ہے جو کسی غلو یا ناانصافی کے ردعمل یا کسی جذبہ یا جوش کے ماتحت لکھی گئی ہیں۔ اس ربط وتناسب کی وجہ شاہ صاحب کی فطری سلامت طبع اور اعتدال کے علاوہ ان کا علم حدیث کا گہرا اور وسیع مطالعہ اور وہ مخصوص مزاج ہے جو حدیث اور سیرت کے اشتغال یا مزاج نبوی سے مناسبت رکھنے والے کسی عالم ربانی کی صحبت وتربیت میں پیدا ہوتا ہے۔ اسلام کی یہ مربوط ترجمانی جو حجۃ اللہ البالغہ کے صفحات میں دیکھنے میں آتی ہے۔ بہت کم دینی مؤلفات میں نظر آئے گی۔ اسی طرح حجۃ اللہ البالغہ

اس دورِ عقلیت کے لئے ایک نیا علم کلام بن گیا ہے جس میں ایک حق پسند و سلیم الطبع انسان کے لئے جس کو علمی استعداد اور بوقت نظر کا بھی کچھ حصہ ملا ہو تشفی کا وافر سامان ہے۔

موضوع کی نزاکت: شریعت کے احکام و اعمال کے اسرار و حکم کا موضوع بڑا نازک موضوع ہے۔ مولانا نے موضوع کی نزاکت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

حقائق دینی اور احکام شرعی کی حکمتوں، مصالح و اسباب و علل کے بیان کرنے کا موضوع بڑا نازک ہے۔ ذرا سی بے اعتدالی، کسی خاص رجحان کا غلبہ یا زمانہ کے اثر سے پڑھنے والے کا ذہن شرائع سماوی اور تعلیمات نبوی کی پیروی سے اتر کر جس میں اصل مقصود رضائے الٰہی، قربِ خداوندی اور نجات اخروی کو قرار دیا گیا ہے۔ مادی منافع زندگی کی بہتر تنظیم اور تمدنی فوائد یا سیاسی مقاصد کے حصول کی پٹری پر پڑ جاتا ہے۔ اور سعی و جہد کے پورے سلسلہ سے ایمان و احتساب کی روح یا تو بالکل نکل جاتی ہے یا بہت کمزور و مجروح ہو کر رہ جاتی ہے۔ مثال کے طور نماز کی حکمت و مصلحت یہ بیان کی جا سکتی ہے کہ وہ ایک فوجی پریڈ ہے۔ روزہ صحت کے لئے مفید ترین طریقہ ہے۔ زکوٰۃ اہل دولت پر غریبوں کا ٹیکس ہے۔ حج ایک سالانہ بین الاقوامی کانفرنس ہے۔

ان خطرات کے پیش نظر اس موضوع سے صحیح طور پر وہی عالم عہدہ برآ ہو سکتا ہے جس کے ہاتھ میں دین و شریعت کا اصل سررشتہ ہو جو شرائع الٰہی کے نزول اور انبیاء کی بعثت کے مقصد سے آگاہ ہو۔ اور جس کے رگ و پے میں ایمان و احتساب کی روح سرایت کر چکی ہو۔ اور شاہ صاحب اس نازک موضوع پر قلم اٹھانے کے لئے موزوں موزوں ترین شخص تھے۔

تمہیدی مضامین | مولانا نے اپنے مقالہ میں اس کتاب کی تصنیف کے اسباب و محرکات بیان کئے۔ پھر کتاب کا مفصل تعارف کرایا ہے۔ کتاب کا تعارف کراتے ہوئے مولانا نے لکھا ہے۔

کتاب کے ابتدائی حصہ میں شاہ صاحب نے ان تمہیدی مباحث کو شامل کیا ہے جن سے ہدایت ربانی اور انبیاء کی بعثت اور ان کی تعلیم و تربیت کی ضرورت ثابت ہو۔ اس پر بڑی اصولی اور بنیادی بحث وہ ہے جو انہوں نے "باب سر التکلیف" کے عنوان کے ماتحت پیش کی ہے اور جس میں ثابت کیا ہے کہ تکلیف (یعنی اوامر و احکام پر عمل کرنے اور نواہی سے بچنے کا مکلف بنانا) نوعِ انسانی کے فطری تقاضوں میں سے ہے اور اس سلسلہ میں شاہ صاحب کے حیوانات نباتات اور نوعِ انسانی کے وسیع اور دقیق مطالعہ کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز طبیعات و طب اور نباتات سے واقفیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ شاہ صاحب نے عقلی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ انسانوں کو حیوانات و نباتات سے جو امتیاز حاصل ہے اور ان میں جو استعدادیں اور جو فطری طلب رکھی گئی ہے وہ زبانِ حال سے تکلیف شرعی اور ہدایت ربانی کا سوال کرتی ہے۔

شاہ صاحب کے نزدیک عبادات اور عمل بالشرائع نوعِ انسانی کا ایسا ہی نوعی تقاضہ ہے جیسا کہ درندوں کا گوشت کھانا۔ بہائم کا گھاس چرنا۔ اس کے بعد شاہ صاحب جزا و سزا کو تکلیف شرعی کا قدرتی تقاضا بتاتے ہیں۔

حجۃ اللہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ کی دوربین نگاہ نے یہ دیکھ لیا تھا کہ جلد وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں ایک طرف لوگ احکام شریعت کے اسرار و حکم کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ دوسری طرف دین اور زندگی میں ربط معلوم کرنا چاہیں گے۔ اسی لئے شاہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کو نظام تشریعی سے شروع کرتے ہوئے پہلے ان اوامر و نواہی پر مشتمل ہوتا ہے جن کا اصل تعلق ثواب و عذاب اور نجات و فلاح اخروی سے ہے۔ کتاب کو ان مباحث سے شروع کیا جن کا تعلق دنیا کے نظام تکوینی اور حیات انسانی سے ہے۔ اور جن کی پابندی سے ایک صحت مند ہیئت اجتماعی اور صالح تمدن وجود میں آتا ہے۔

حجۃ اللہ کے مضامین | اس کے بعد حضرت مولانا نے مختلف عنوانات کے تحت حجۃ اللہ البالغہ کے مضامین و مشتملات پر روشنی ڈالی۔ ان میں چند عناوین یہ ہیں:۔

ارتفاقات، شہری و اجتماعی زندگی کی اہمیت اور اس کی شکلیں۔ وجوہ معاش کی محمود و مذموم شکلیں۔ سعادت اور اس کے اصول چہارگانہ، عقائد و عبادات۔ سیاسیات اور انبیاء کی ضرورت بعثت مقرونہ۔ ایرانی و رومی تمدن میں اخلاقی قدروں کی پامالی۔ حدیث و سنت کا مقام۔ فرائض کے اسباب و حکم۔ انسان و تزکیہ نفس، جہاد۔

بعثت مقرونہ کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا:۔

شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ سب سے کامل بعثت اس نبی کی ہوتی ہے جس کی بعثت مقرون ہوتی ہے یعنی اس کی بعثت کے ساتھ ایک پوری قوم تبلیغ و دعوت پر مامور اور اس کے فیض صحبت سے تیار ہو کر دوسرے انسانوں کی تعلیم تربیت کا ذریعہ بنتی ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ایسی ہی جامع بعثت تھی جس کے ساتھ ایک پوری امت کو آپ کے منصب نبوت کی خدمت و اشاعت کے لئے مامور کر دیا گیا۔

مقالہ کو ختم کرتے ہوئے حضرت مولانا نے اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت اس کی جامعیت کا تذکرہ کیا۔ کہ فقہ، حدیث عقائد، عبادات اور معاملات سے تعلق رکھنے والے ابواب و مباحث کے ماسوا تدبیر منزل۔ خلافت و قضا۔ ابواب معیشت اور آداب صحبت کے مباحث بھی ہیں۔ جو اخلاق و معاشرت اور تمدن و معیشت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور عام طور پر کسی فقہی یا کلامی کتاب میں ان کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ یہ کتاب اپنی جامعیت عمق، دین و شریعت کی وسیع لیکن مربوط ترجمانی اور ان صد ہا بیش قیمت نکات و تحقیقات کی بنا پر جو کتاب کے صفحات میں جا بجا پھیلے ہوئے ہیں۔ اسلامی کتب خانہ میں متعدد حیثیتوں سے بالکل انفرادی شان رکھتی ہے +

از علامہ مولانا عبدالحلیم نور اللہ مرقدہٗ
صدر المدرسین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مرثیہ علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ

کے چند اشعار

محدث کبیر امام العصر حضرت العلامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کے علمی اور سوانحی نقوش پر مشتمل کتاب "نقشِ دوام" جو ان کے صاحبزادے حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری نے مرتب کی ہے اس کے صفحہ ۵۹ تا ۶۱ پر مرتب علام یوں رقمطراز ہیں کہ

"تیسرا تعزیتی جلسہ وفات سے اگلے دن صبح کو دار العلوم دیوبند کی دار الحدیث کی وسیع عمارت میں ہوا جس میں تمام اکابر دار العلوم دیوبند خصوصاً مولانا حسین احمد مدنی صاحب مرحوم نے تعزیتی تقریر فرمائی۔ تعزیتی جلسہ شروع ہوا تو طلباء دار العلوم بیقراری سے رو رہے تھے ـــــ جلسہ تعزیت کے اختتام پر ایک صاحب نے فارسی کے تعزیتی اشعار پڑھے تو آپ پر رقت طاری ہوگئی۔"

محولہ بالا عبارت میں جس صاحب اور اس کے تعزیتی اشعار کا ذکر کیا گیا ہے وہ میرے قبلہ گاہ محترم حضرت شیخ التفسیر والحدیث مولانا عبدالحلیم صاحب نور اللہ مرقدہ صدر المدرسین دار العلوم حقانیہ ہیں۔ حضرت مرحوم نے بندہ کو یہ واقعہ سنایا تھا کہ جب حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کا سانحہ ارتحال پیش آیا تو ان کی وفات پر دار الحدیث دار العلوم دیوبند میں ایک تعزیتی جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقعہ پر کئی اساتذہ اور طلبہ نے بطور عقیدت حضرت شاہ صاحب مرحوم پر مرثیے سنائے۔ میں نے فارسی کا ایک مرثیہ لکھا تھا، وہ میں نے سنایا۔ سنانے کے بعد وہ مرثیہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ نے مجھ سے لے لیا۔"

حضرت قبلہ گاہ محترم کی وفات کے بعد آں مرحوم کی یادداشتوں میں خوش قسمتی سے اس مرثیے کے چند اشعار راقم کو دستیاب ہوئے ہیں جو کہ حضرت مرحوم کے ایک نادر تبرک کے طور پر قارئینِ الحق کی نذر ہے۔ اسی مضمون کا ایک مراسلہ بندہ نے محمد انظر شاہ صاحب کشمیری مدظلہ کے نام بھی بھیجا تھا لیکن واپسی اطلاع نہ ملی۔ شاید شرفِ وصول سے باریاب ہوا ہو۔ محمد ابراہیم فانی

سیدِ اہلِ معارف صدرِ جملہ اتقیاء — چشمۂ فیضِ حقائق سرورِ کل اصفیاء
حامیِ شرعِ متین و حاملِ قولِ رسول ﷺ — فخرِ اصحابِ شریعت تاجدارِ اذکیاء
حافظِ نقلِ سلف سرہنگِ اربابِ عقول — عینِ اعیانِ خلف از فضلِ ذاتِ کبریاء
شاہِ کشمیریؒ کہ انور بود زد اقلیمِ علم — متقنِ تقلیدِ اعظم تیغِ قومِ اشقیاء[1]
چوں نشد شایانِ گیتی حاملِ آں ذات را — مرسلِ حق داد پیغامش کہ اُخرج اے ضیاء
در سحر از ساعتِ شبِ ثالث از ماہِ صفر — منزلش فردوس جائش کرد ذاتِ کبریاء

[1] قوم اشقیاء۔ قادیانی

قسط ۴

پروفیسر محمد اسلم صدر شعبۂ تاریخ پنجاب یونیورسٹی ۔ لاہور

اولیاء کرام اور سلاطین اسلام کی مرثیہ خواں

دہلی کا تازہ سفرنامہ

اسلام کی عظمتِ رفتہ کے کھنڈرات

درگاہ کے احاطے میں سب سے پہلے حضرت امیر خسروؒ کی قبر آتی ہے۔ سلطان المشائخ کی زندگی میں جو لوگ ان سے ملنے آتے تھے وہ امیر خسرو کے توسط سے ان کی خدمت میں باریاب ہوتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد بھی یہ دستور قائم رہا۔ اب بھی زائرین پہلے امیر خسرو کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں، اس کے بعد سلطان جی کے روضے پر حاضر ہوتے ہیں۔

امیر خسروؒ پر حال ہی میں ہندوستان میں بڑا کام ہوا ہے۔ سید صباح الدین عبدالرحمن کی تصنیف "ہندوستان امیر خسرو کی نظر میں"، چاند خان کی تالیف "موسیقی حضرت امیر خسرو" اور ڈاکٹر نورالحسن انصاری کی مرتبہ "امیر خسرو احوال و آثار" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ حکومت ہند نے ایک خصوصی سیمینار بھی منعقد کرایا تھا جس میں امیر خسرو کی خدمات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

امیر خسرو کے مزار کی پائنتی خواجہ حسن نظامی مرحوم کا حجرہ ہے۔ اس کے دروازے پر آمنے سامنے دو قبریں ہیں ان میں سے ایک قبر ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی کی اور دوسری مورخ شہیر شمس سراج عفیف کی بتائی جاتی ہے لیکن راقم الحروف کو ان کے صحیح ہونے میں شبہ ہے۔

امیر خسرو کے مزار سے جانب مغرب چند قدم کے فاصلے پر سلطان المشائخ کے خادم خاص خواجہ اقبال کی قبر ہے علامہ اقبال نے ایک منقبت میں ان کے ہم نام ہونے پر اظہار فخر کیا ہے۔

امیر خسرو کے مزار کے سرہانے مغل فرماں رواؤں میں سے محمد شاہ (م ۱۷۴۸ء) اور احمد شاہ (م ۱۷۷۵ء) کی قبریں ہیں۔ یہ دونوں حکمران شاہ ولی اللہ کے ہم عصر تھے۔ محمد شاہ کی رنگ رلیوں کی وجہ سے مغل حکومت اور عوام کو برے دن دیکھنے پڑے۔ اسی کے عہدِ حکومت میں نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کر کے دہلی میں قتل عام کیا تھا۔

ان مغل حکمرانوں کی قبروں کے عقب میں سنگ مرمر کے محجر کے اندر شہزادی جہاں آرا بیگم محوِ خواب ابدی ہے۔ اسے خواجگان چشت کے ساتھ بڑی عقیدت تھی۔ اور اس نے اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کے مزار پر ایک دالان تعمیر کیا تھا جو اس کے نام کی مناسبت سے بیگمی دالان کے نام سے موسوم ہے شہزادی جہاں آرا

نے مونس الارواح اور رسالہ صاحبیہ کے عنوانات سے دو کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ آخرالذکر تصنیف کو راقم الحروف نے فارسی متن اور اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کر دیا ہے۔ اس تصنیف میں حضرت ملّا شاہ بدخشی کے سوانح حیات قلم بند کئے ہیں۔ شہزادی نے دارا شکوہ کی ترغیب پر ملّا شاہ کی بیعت کر لی تھی۔

جہاں آرا کا لوح مزار قابلِ دید ہے اس پر خط ثلث میں یہ عبارت درج ہے:

هوالحی القیوم

بغیر سبزہ نپوشد کسی مزار مرا

کہ قبر پوش غریباں ہمیں گیاہ بس است

الفقیرہ الفانیہ جہاں آرا مرید خواجگان چشت بنت شاہ جہاں بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ ۱۰۹۲ھ

سلطان المشائخ کا مزار مسجد کے صحن میں ایک سفید فاش دار گنبد کے نیچے ہے۔ مزار کے چاروں طرف برآمدہ بنا ہوا ہے جس کی وجہ سے مزار کے اندر ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ مزار کے اوپر صندل کی لکڑی کی بنی ہوئی ایک چھپر کھٹ نصب ہے جس پر سیپ، کا بہت عمدہ کام بنا ہوا ہے۔ یہ چھپر کھٹ جہانگیر کے منصب دار نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری کا ہدیہ عقیدت ہے۔ نواب مرحوم و مغفور کا حضرت مجدد الف ثانیؒ، شیخ عبدالحق محدثؒ اور خواجہ باقی باللہؒ کے ساتھ بڑا قریبی رابطہ تھا۔ ان تینوں بزرگوں کے مکاتیب میں نواب مرتضیٰ خان کے نام خط موجود ہیں۔

سلطان المشائخ کے مزار کے قریب ایک شاندار مسجد موجود ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ مسجد علاؤالدین خلجی کے فرزند خضر خان نے تعمیر کرائی تھی۔ اس مسجد کی شمالی دیوار کے ساتھ ایک چھوٹا سا قبرستان ہے جو باہر سے نظر نہیں آتا۔ اب اس قبرستان میں چند افراد نے رہائش اختیار کر لی ہے۔ یہ نواب مصطفیٰ خان شیفتہ جاگیر دار جہانگیر آباد کی خاندانی ادواڑ ہے۔ نواب موصوف غالبؔ اور مومنؔ کے خاص دوست تھے۔ شیفتہ کا یہ شعر زبان زد خلائق ہے۔

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ

اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

شیفتہ کی قبر پر جو لوح نصب ہے اس پر یہ عبارت درج ہے۔

یا اللہ　　جزاھم بما صبروا جنات و حریرا　　۱۲۸۶ھ

شیفتہ کی قبر کے ساتھ ہی ان کے فرزند نواب محمد اسحاق خان کی قبر ہے ان کے لوح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے۔

نواب حاجی محمد اسحٰق خان رئیس جہانگیر آباد

کل نفس ذائقۃ الموت　　۱۹۱۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم انا للہ و انا الیہ راجعون　　۱۳۳۷ھ

وقت چاشت یوم یکشنبہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۸ء

نواب اسحاق خان کی قبر کے ساتھ ہی ان کے فرزند نواب محمد اسمٰعیل خان کی آخری آرام گاہ ہے۔ موصوف مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر رہ چکے ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے۔

نواب محمد اسمٰعیل خان

ابن نواب محمد اسحاق خان ابن نواب محمد مصطفٰے خان شیفتہ میرٹھی۔ پیدائش ۱۲ ستمبر ۱۸۸۴ء آگرہ

وفات ۲۰ جون ۱۹۵۸ء میرٹھ "غریق رحمت"

سلطان المشائخ کی درگاہ میں مدفون بزرگوں کی قبریں دیکھ کر معاً ذہن میں یہ مصرع آتا ہے:

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

بستی نظام الدین میں سلطان فیروز تغلق (م ۱۳۸۸ء) کی تعمیر کردہ ایک پرشکوہ مسجد موجود ہے۔ لیکن گلیوں میں گھر جانے کی وجہ سے عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہتی ہے۔ پہلے اس مسجد کی حالت بڑی خستہ تھی اب تبلیغی جماعت نے اس کی طرف توجہ دی ہے جب بنگلے والی مسجد میں مجمع زیادہ ہو جاتا ہے تو انہیں یہاں بھیج دیا جاتا ہے۔ الحمد للہ کہ اب یہ مسجد بھی آباد رہنے لگی ہے۔

بستی نظام الدین میں خواجہ حسن نظامی کا مقبرہ بھی قابل دید ہے۔ ان کے معتقدین نے ان کی قبر پر ایک بڑا گنبد بنوا دیا ہے جو سلطان جی کے گنبد سے بھی اونچا ہو گیا ہے۔ اس پر بہت سے لوگوں نے اعتراض بھی کیا ہے۔ خواجہ صاحب نے اپنی زندگی میں ہی اپنی قبر کا کتبہ لکھوا لیا تھا۔ اس پر یہ عبارت منقوش ہے۔

۷۸۶ ھوالکل یامعین

سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے جانشین امام المشائخ شمس العلما۔
مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی۔

ادیب المغفور ۱۳۷۴ھ غوث وقت ۲۰۲ بکرمی
آخری آرامگاہ حضرت کا خود نوشتہ کتبہ

یہ قبر ایک مسلمان کی ہے اس خاک میں وہ سوتا ہے جس نے دنیا کی بیداری میں سونے والوں کو جگانے کی خاطر اچھی اور بری موت کا فرق قلم کی بجلی سے زندہ کر کے دکھایا۔

چار دن کی شہرت پر گھمنڈ نہ کرنا، کہ یہ بھی بہت مشہور تھا۔ قوت تحریر و تقریر کا غرور دل میں نہ لانا کہ اس کی قوت انشا پردازی نے بھی تمام ہندوستان میں دھاک بٹھا دی تھی۔ مگر آج وہ ساری دھوم اس تودۂ خاک میں چپ چاپ پڑی ہے۔ یہ اس کی قبر ہے جس نے الواح قبور اس وقت لکھیں جب کہ دنیا کی کسی زبان میں ان کی نظیر موجود نہ تھی۔ لیکن یہ

بے مثال باتیں ایجاد کرنے والا بھی آخر مرگیا اور کہہ گیا کہ کام آخرت کی نیت سے کرنا جس کا نتیجہ لازوال ہے۔ اس زندگی کے لئے نہیں یہاں کا رہنا چند ساعت کا خواب وخیال ہے (ماخوذ از قبروں کے غیبی فرشتے)

آفتاب اہل علم ویقین حسن نظامی ۱۹۵۵ء تاریخ ولادت ۲ محرم ۱۲۹۶ھ یوم پنجشنبہ بوقت صبح صادق تاریخ وصال ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ دوشنبے کی رات۔

خواجہ حسن نظامی کے احاطہ مزار میں سرشاہ سلیمان (م ۱۹۴۱ء) سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ و جج الہ آباد ہائیکورٹ کی قبر ہے۔ ان کی قبر پر کتبہ نصب نہیں ہے۔

سرشاہ سلیمان کا شمار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے لائق ترین وائس چانسلروں میں ہوتا ہے۔ قانون کے علاوہ انہوں نے سائنس کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ ان کی قابلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے مشہور جرمن سائنسدان آئن سٹائن کے نظریہ اضافت کا رد کیا ہے۔

خواجہ حسن نظامی کے فرزندان اگر اپنے اس مہمان کی قبر پر یہ کتبہ لگا دیں تو زائرین کو ان کی قبر تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کی درگاہ سے "چراغ دلی" روانہ ہوا۔ ان دونوں درگاہوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے میرے اندازے کے مطابق سات آٹھ میل سے کم مسافت نہیں ہے۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رحمہ اللہ کی درگاہ تک پہنچنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ پرانی دہلی سے وہاں جانے کے لئے موٹر رکشا میں سفر کرنا بڑا مہنگا پڑتا ہے۔ تیس پینتیس روپے سے کم بھی میٹر بھلا کیا چلتا ہوگا۔

حضرت کی درگاہ ایک قلعہ نما عمارت کے اندر ہے۔ اس قلعہ میں ہندو آباد ہیں۔ قلعہ کی مغربی سمت میں ایک بڑے احاطے کے اندر حضرت نصیر الدین محمود اودھی المعروف بہ چراغ دہلی کا مزار ہے۔ مزار کی عمارت پر بیس دری بنی ہوئی ہے اور اس کی محرابیں مغل طرز تعمیر کی غمازی کرتی ہیں۔ گنبد پر پرانی وضع کے نقش ونگار اب تک موجود ہیں۔ حضرت کا مزار ایک کمرے کے اندر ہے اور اس کے چاروں طرف غلام گردش بنا ہوا ہے۔ آپ کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے۔

۷۸۶۔ مزار شریف مستغرق بحر شہود شمس العارفین حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی چشتی نظامی۔ وصال ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ۔

خانقاہ عالیہ کے صحن میں حضرت چراغ دہلی کے خلیفہ اعظم حضرت قاضی محمد ساوی کی قبر ہے۔ اس کے قریب ہی حضرت چراغ دہلی کے خواہرزادے علامہ کمال الدین اور ان کے بھائی خواجہ زین الدین احمد کی قبریں ہیں۔ علامہ کمال الدین کا مقبرہ حال ہی میں تعمیر ہوا ہے۔ علامہ صاحب کا روحانی فیض گجرات اور دکن کی طرف پھیلا ہے۔

درگاہ کی مسجد کے عقب میں لودھی خاندان کے بانی سلطان بہلول لودھی (م ۱۴۸۸ء) کا مقبرہ ہے۔ یہ عمارت اب بڑی خستہ حالت میں ہے اور کسی وقت بھی زمین بوس ہوسکتی ہے۔ مقبرے کے اوپر ایک بڑا گنبد ہے اور اس

کے گرد آٹھ چھوٹے گنبد بنے ہوتے ہیں۔ مقبرے کے اندر تین قبریں ہیں۔ بڑی قبر سلطان مرحوم کی ہے۔ قبر کے تعویذ کے سرہانے کلمہ توحید کندہ ہے۔ تمام محرابوں پر آیات قرآنی کوفی خط میں مرقوم ہیں۔ اور جگہ جگہ سبحان اللہ اور یا اللہ کندہ ہے۔

بہلول لودھی کے مقبرے کے باہر کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اس لیے جنگلی جانور مقبرے تک آجاتے ہیں۔ میں نے وہاں کئی سوروں کو گھومتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک دیوار پر ایک جنگلی سور بیٹھا تھا۔ میرے استفسار پر ایک شخص نے بتایا کہ یہ جگہ جنگل میں واقع ہے اس لیے جنگلی جانور یہاں آجاتے ہیں۔

سبحان اللہ یہ کیا جگہ تھی۔ سلطان المشائخ کی رحلت کے بعد یہیں حضرت چراغ دہلی نے حوادث زمانہ کے مخالف جھونکوں میں چشتیہ سلسلہ کا چراغ روشن رکھا تھا۔ اسی خانقاہ میں حضرت بندہ نواز گیسو دراز سید محمد الحسینیؒ کی تربیت ہوئی تھی۔ اور اسی خانقاہ میں علامہ کمال الدین درس دیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں یہاں کے در و دیوار قال اللہ و قال الرسول کی صداؤں سے گونجا کرتے تھے۔ یہیں سلطان فیروز تغلق حضرت چراغ دہلی کی زیارت کو آیا کرتا تھا اور حضرت کمال بے نیازی سے نوافل میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ اسی خانقاہ میں مخدوم جہانیاں سید جلال الدین جہاں گشت بخاری نے حضرت چراغ دہلی سے اخذ فیض کیا تھا۔ اب شاہین کا یہ نشیمن زاغوں کے تصرف میں ہے اور وہاں دن دیہاڑے سوّر لوٹیں لگاتے ہیں۔ کاش دہلی کے غیرت مند مسلمان ان مقدس مقامات کی صفائی کی طرف توجہ دیں تاکہ زائرین وہاں سے بیزار ہو کر واپس نہ جائیں۔

چراغ دہلی سے میں ندوۃ المصنفین واپس آیا اور کچھ دیر سستانے کے بعد جیتلی قبر بازار، بھوجلا پہاڑی اور بلبلی خانہ ہوتے ہوئے مسجد کلاں پہنچ گیا۔ یہ مسجد سلطان فیروز تغلق کے وزیر جہاں خان کی تعمیر کردہ ہے۔ اس کی کرسی زمین سے ایک منزل بلکہ اس سے بھی زیادہ بلند ہے۔ یہی وہ تاریخی مسجد ہے جہاں گزشتہ صدی کے نصف آخر میں نواب مولوی قطب الدین خان درس دیا کرتے تھے۔ موصوف شاہ محمد اسحاق کے شاگرد رشید تھے اور وضع قطع میں بھی اپنے استاد کے مشابہ تھے۔ ان کا شمار دہلی کے نامور علماء میں ہوتا تھا۔

اسی مسجد کے قریب پیچ دار گلیوں کے اندر ایک جگہ رضیہ سلطان کے مقبرے کے نام سے مشہور ہے یہ ایک چھوٹا سا احاطہ ہے جو چاروں اطراف سے مکانوں میں گھرا ہوا ہے اس احاطے میں پرانے وقتوں کی دو قبریں ہیں۔ مقامی روایت کے مطابق ایک قبر سلطانہ رضیہ کی ہے اور دوسری اس کے شوہر التونیہ حاکم بٹھنڈہ کی۔ التونیہ کی شکست کے بعد میاں بیوی جان بچانے کے لیے بھاگے تو راستے میں کیتھل کے قریب ڈاکوؤں کے ہتھے چڑھ گئے۔ شاہی فوج ان کی میتیں دہلی اٹھا لائی۔ اور انہیں موجودہ جگہ پر سپرد خاک کر دیا۔

شام کے وقت میں ٹہلتے ہوئے حضرت کلیم اللہ ولی شاہجہان آبادی رحمہ اللہ کی درگاہ میں پہنچ گیا۔ یہ درگاہ جامع مسجد سے بمشکل سو سوا سو گز کے فاصلے پر ہوگی۔ حضرت کلیم اللہ ولی کا شمار سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے مجددین میں ہوتا ہے

ان کی درگاہ ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں سے پہلے ایک آبادی کے اندر تھی۔ جب انگریزوں نے انتقامی جذبے کے تحت اس آبادی کو صاف کیا تو حضرت کی درگاہ کو بھی نقصان پہنچا۔ اب ان کا مزار ایک کھلے میدان میں ٹین کی چھت کے نیچے ہے۔ اور اس کے قریب ہی ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ حضرت کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادیؒ

فضل و کمال خویش بود مرہم قلب ریش بود

سال وصالش گفتہ ہاتف قطب زمانہ خویش بود

ایک بڑی لوح پر حضرت کے سوانح حیات بھی درج ہیں۔ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت کلیم اللہ کا آبائی وطن خجند تھا لیکن ان کی ولادت دہلی میں ہوئی۔ انہوں نے شیخ یحییٰ مدنی سے خرقہ خلافت پایا تھا۔

اس درگاہ کے احاطے میں بہت سی قبریں ہیں جن میں سے ایک قبر صاحبزادہ محمد مستحسن فاروقی مدیر "آستانہ" کی ہے۔ "تربت فاروقی" سے ان کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔

دہلی کے سابق میئر نورالدین احمد بیرسٹر اور ان کی انگریز نژاد اہلیہ بھی اسی درگاہ کے احاطے میں محو خواب ابدی ہیں۔

نورالدین احمد کی قبر کے سرہانے جو لوح نصب ہے اس پر یہ عبارت درج ہے:۔

نورالدین احمد بیرسٹر دلی کے میئر

۱۹۰۴ء - ۱۹۷۴ء

مرقد معدن پاک ۱۳۹۴ھ

متوطنہ ریاض جنت سال ولادت مبارک سیرو صورت

۱۹۷۴ء ۱۹۰۴ء

سالِ وفات اندوہ افزا پرغم

۱۹۷۴ء

شام کے وقت درگاہ کلیم اللہ میں کافی رونق ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی قوالی کی محفل بھی جمتی ہے۔ یہ درگاہ ایک کھلے میدان میں ہے۔ اس لئے پرانے شہر کی تنگ و تاریک گلیوں میں رہنے والے لوگ ہوا خوری کے لئے لوگ یہاں چلے آتے ہیں۔ (باقی)

افکار و اخبار

قارئین

برمحل اور صحیح گرفت | "الحق" بابت دسمبر میں جناب بشیر محمود اختر صاحب کا مضمون زیر عنوان "قرآن اور کتب سماوی کی تصدیق و ترجمانی" نظر سے گذرا جس میں "الحق" کے صفحہ ۴۵ پر مرقوم ہے۔

"بائبل کی طرح قرآن میں بھی ممنوعہ بُت کی تشکیل میں حضرت ہارون علیہ السلام کی حصہ داری کی تصدیق کی گئی ہے یہ دونوں بیانات اس پر متفق ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس غلطی پر اپنے بھائی کو بڑی سختی سے ڈانٹا تھا"

یہ عبارت قرآن مقدس کی تصریحات کے قطعی خلاف ہے قرآن نے ہرگز یہ نہیں کہا ہے کہ ہارون علیہ السلام معاذ اللہ بُت سازی کی تشکیل میں حصہ دار تھے اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی کو اس بنا پر ڈانٹا تھا کہ معاذ اللہ انہوں نے بت سازی کی تشکیل میں حصہ لیا تھا یہ دونوں باتیں قرآن مقدس کے نقطہ نظر سے سخت قابل اعتراض ہیں اور شتم رسول کے ذیل میں آتی ہیں۔

قرآن نے اس حقیقت کو صاف ظاہر کیا کہ ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو عجل پرستی سے بروقت روکا تھا اور انہیں فتنہ شرک کی مضرتوں سے خبردار کرتے ہوئے خدائے واحد کی طرف بلایا۔ اور صاف کہا کہ تمہارا رب رحمٰن ہے۔ سامری کا خود ساختہ بت نہیں۔ اور انہیں سامری کی بات ماننے کی جگہ اپنی بات ماننے کی تلقین کی۔ مگر بنی اسرائیل نے ان کی دعوت توحید نہ مانی۔ اور کہا کہ ہم عجل پرستی پر اس وقت تک قائم رہیں گے جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس لوٹ کر واپس نہیں آتے۔ اس کے لئے سورۂ طٰہٰ کی یہ آیت ملاحظہ ہو:-

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝

باقی حضرت موسیٰؑ کا حضرت ہارونؑ سے سختی کا معاملہ اس اجتہاد پر تھا کہ حضرت ہارونؑ سے کوتاہی واقع ہوگئی ہوگی اور جب حضرت موسیٰؑ کو صحیح صورت حال کا علم ہوا تو اسی وقت استغفار و مناجات میں مشغول ہوگئے۔ اور اپنے لئے مغفرت طلب کی۔ اور اپنے بھائی کے لئے بھی۔ بھائی کو اپنی دعائے مغفرت کے ساتھ ملا لینا اس لئے تھا کہ وہ ان سے خوش ہو جائیں۔ اور اس لئے بھی کہ ان پر سے دشمنوں کی شماتت دفع ہو جائے۔

تفسیر بیضاوی نے اس مطلب کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے:-

"ضمّہٗ الی نفسہ فی الاستغفار ترضیۃ لہ و دفعًا للشماتۃ"

کہاں عصمتِ انبیاء کا یہ قرآنی مقام اور کہاں توریت کی یہ تصریحات کہ اس بت پرستی کے بانی و باعث ہی معاذ اللہ حضرت ہارون تھے۔ اور پھر حیرت اس بات پر ہے کہ توریت کی ان تحریف شدہ روایات کی تصدیق خاکم بدہن قرآن کریم سے کرائی جاتی ہے۔ جب کہ از روئے قرآن پیغمبر سے شرک کا ارتکاب ممتنع ہے۔ اس کے لئے سورہ بقرہ کی دو آیتیں ۱۷۹، ۱۸۰ ملاحظہ کی جائیں۔

مخلص۔ مدرار اللہ مدرار نقشبندی عفی عنہ

قرآن مجید کے اشاریئے | تحقیق و جستجو کرنے والے حضرات کی سہولت اور وقت میں بچت کے لئے ایک طبقہ نے قرآن مجید کے اشاریے ترتیب دئے۔ ہر مرتب نے اپنی ذہنی اپروچ اور وقت کے تقاضے کو مدنظر رکھ کر یہ خدمت انجام دی اسی وجہ سے ہر اشاریے میں کوئی نہ کوئی کمی محسوس ہوتی رہی۔ احقر نے ان تمام دستیاب اشاریوں کو مدنظر رکھ کر ایک تفصیلی اشاریہ ترتیب دیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس اشاریے کے تعارف میں اس سے قبل دنیا کی کسی بھی زبان میں شائع ہونے والے اشاریوں کا تعارف شامل کروں تاکہ قرآن مجید پہ تحقیق کرنے والوں کے سامنے یہ بات پیش نظر رہے کہ اس سے قبل اس صنف پر کس قسم کا اور کتنا کام ہو چکا ہے۔ اور آئندہ آنے والے اس تعارف کو مدنظر رکھ کر قرآن مجید کے اشاریوں کو اور زیادہ بہتر انداز میں مرتب کر سکیں اور اس صنف میں نئی راہیں تلاش کر سکیں۔

اس سلسلے میں گذارش ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی اشاریہ موجود ہے خواہ کسی بھی زبان میں ہے اس کے بارے میں مندرجہ ذیل تفصیلات فراہم کر دیجئے۔ ۱۔ اشاریے کا نام ۲۔ مرتب کا نام ۳۔ ناشر کا نام ۴۔ سال طباعت ۵۔ اشاریہ کس زبان میں ہے۔

احقر کے ساتھ قرآن مجید کی اس خدمت میں شامل ہو کر عنداللہ ماجور ہوں۔

سرور حسین خان۔ لیکچرار گورنمنٹ سینٹ پیٹرکس کالج۔ صدر کراچی ۳

مفتی عبدالواحدؒ کی سوانح | مولانا مفتی عبدالواحدؒ میموریل اکیڈمی نے مرحوم کی سوانح عمری مدون کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ قارئین "الحق"، مفتی صاحبؒ کے تلامذہ، ہمعصر احباب، رشتہ داروں اور متعلقین سے گذارش ہے کہ ان کے پاس مفتی صاحب کے متعلق کسی قسم کا مواد ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔ جو شکریہ کے ساتھ لوٹا دیا جائے گا۔

مفتی عبدالشکور کاشمیری۔ مدرسہ نصرت العلوم۔ فاروق گنج۔ نزد گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ

تصانیف علماء دیوبند | معروض ہوں کہ راقم الحروف کی مؤلفہ "تاریخ مکۃ المکرمۃ" اور "تاریخ مدینۃ المنورۃ" قبل ازیں طبع ہو چکی ہیں اور اب اکابر علماء دیوبند اور ان کے بالواسطہ یا بلاواسطہ تلامذہ کی تالیفات و تصانیف کی تفصیلات بنام "تصانیف مشاہیر علماء دیوبند" لکھنے کا عزم ہے۔ تاکہ ہر طبقہ کے لوگ اکابر کے علمی تحقیقی اور ادبی شہ پاروں سے روشناس ہو کر ان سے استفادہ کر سکیں۔

اس لئے سب سے استدعا ہے کہ اپنی اور اپنے واقف کار علماء دیوبند کی تصانیف کے ذیل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں : تاکہ ان بیش بہا علمی خزینوں سے اہل علم مستفیض ہو سکیں۔ امید واثق ہے کہ آپ اس عظیم الشان کام کی انجام دہی میں مجھ ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

تراجم قرآن۔ تفاسیر۔ شروح احادیث۔ فقہ۔ فتاویٰ۔ علم ادب۔ علم کلام۔ تصوف۔ تاریخ اور دیگر موضوعات تصانیف کی مجموعی تعداد۔ جلدوں اور صفحات کی تفصیل۔ مطبوعہ یا غیر مطبوعہ۔ ناشر وغیرہ۔ مصنف کا اسم گرامی معہ ولدیت و مکمل پتہ : تاریخ یا سن و مقام پیدائش۔ کن کن مدارس میں تعلیم حاصل کی گئی۔ چند معروف اساتذہ کے اسماء۔ اور مختصر حالات زندگی ۔۔۔

(مولانا محمد عبد المعبود۔ جامع مسجد پھولوں والی۔ رحمان پورہ۔ راولپنڈی)

تعارف وتبصرۂ کتب

(ادارہ)

منہاج السنن شرح جامع السنن للترمذی (عربی) ازمولانا مفتی محمد فرید مدظلہ

پتہ۔ موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک۔ پشاور

استاذنا المحترم حضرت العلامہ مفتی محمد فرید صاحب اٹھارہ سال سے دارالعلوم حقانیہ میں درس وافتاء کی اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور اب تو بحمداللہ افتاء کے علاوہ دورہ حدیث کی اہم کتابوں کی تدریس ان سے وابستہ ہے۔ ان اہم مشاغل کے باوجود تصنیف وتالیف سے بھی شغف ہے۔ اور کئی ایک کتابیں تالیف کر چکے ہیں — منہاج السنن شرح عربی جامع السنن للترمذی بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے جس کی تالیف میں فاضل مؤلف نے اہم شروح حدیث کا نہایت محنت اور عرق ریزی سے مطالعہ کیا اور اس مطالعہ کے خلاصہ اور نچوڑ کو منہاج السنن کی شکل میں مرتب فرمایا جو ایجاز واختصار کے باوجود بیان مذاہب، دلائل، ترجیحات راجح اور ضروری مباحث کو سمیٹے ہے۔ دراصل طلبہ میں آمالی درس قلم بند کر لینے اور اہم شروح کی مراجعت یہ سب باتیں مفقود ہوتی جا رہی ہیں۔ اس لئے اس انحطاط کے پیش نظر درسی انداز کی اس شرح کا آغاز کیا گیا اور بحمداللہ اختصار کے باوجود یہ کتاب سنن ترمذی کے ضروری مباحث کی عمدہ شرح بن گئی ہے۔ جو اصلاً طلباء کے لئے لکھی گئی تھی۔ مگر مدرسین کے لئے بھی اس کا مطالعہ بے حد نافع ہوگا۔

اس کتاب کی پہلی دو جلدوں پر تبصرہ آچکا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب منہاج السنن کا جزء ثالث ہے۔ جو ابواب الوتر اور ابواب الزکوٰۃ کو جامع ہے۔ جس کے آخر میں مؤلف نے جامع السنن کے صحیح حسن غریب، الحسن الصحیح، حسن غریب، الحسن والصحیح والغریب وغیرہ روایات کو خود شمار کر کے صحیح تعداد بھی تحریر فرما دی ہے۔ جو مؤلف کے اعلیٰ علمی ذوق کی آئینہ دار ہے۔ اور آخر میں "فتح المنعم بشرح مقدمہ صحیح مسلم" کے نام باون صفحات کا ایک رسالہ بھی ملحق کر دیا ہے جس میں صحیح مسلم کے مقدمہ اور مشکل مقامات کی آسان عربی زبان میں شرح کر دی گئی ہے۔ جو معلمین ومتعلمین اور علمی ذوق رکھنے والوں کے لئے یکساں طور پر مفید ہے (ع ق)

درس ترمذی جلد اول و دوم (اردو) ازمولانا محمد تقی عثمانی۔ جلد اول صفحات ۵۲۸ جلد دوم صفحات ٦٦٦

قیمت جلد ۱ /۵۰ روپے جلد ۲ /۶۵ روپے۔ پتہ۔ دارالعلوم کراچی ۱۴

جامع السنن للترمذی حدیث کی مشہور کتاب ہے۔ یہ کتاب بیک وقت جامع بھی ہے اور سنن بھی جس میں امام ترمذیؒ نے بیان مذاہب، فقہاء کے بنیادی مستدلات اور پھر حدیث کے درجۂ استناد کو بالالتزام

بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند اور پاک و ہند کے تمام دینی مدارس کے تعلیمی سال کا افتتاح بھی اسی کتاب کے درس سے ہوتا ہے اور دوران تعلیم بھی فقہ و حدیث کے جملہ تفصیلی مذاہب سب سے زیادہ اس کتاب میں بیان کئے جاتے ہیں۔

دارالعلوم کراچی کو بحمداللہ اس وقت پاکستان کے بڑے مدارس میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے جس کے بانی حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد شفیعؒ ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادے مولانا محمد تقی صاحب عثمانی جو علمی حلقوں میں متعارف اور اپنے علمی کارناموں کی وجہ سے مشہور ہیں تقریباً دس بارہ سال سے دارالعلوم میں جامع ترمذی کا درس پڑھا رہے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب آپ کے دروس ترمذی کے آمالی سے مرتب اردو شرح ہے جسے آپ کے ایک لائق تلمیذ اور عزیز مولانا رشید اشرف صاحب نے پڑھنے کے دوران ضبط کیا تھا۔ اشرف صاحب نے مولانا کی یادداشتوں اور دیگر طلبہ کی ضبط کردہ مختلف آمالی اور خود مولانا کے نظر ثانی اور اضافات سے دروس ترمذی کو ایک مربوط کتابی شکل دے دی، جو جامع ترمذی کی ایک جامع اردو شرح بن گئی ہے۔ مرتب کتاب نے اپنے بیشتر عربی شروح سے بھی بھرپور استفادہ کرکے اسے عربی سے اردو میں منتقل کردیا ہے۔ بیان مذاہب ترجیح مسلک راجح کے علاوہ زمانہ حاضرہ کے تقاضوں کے پیش نظر حسب ضرورت جدید مسائل سے بھی بحث کی گئی ہے۔

جلد اول کی ابتداء میں مولانا محمد تقی عثمانی کے قلم سے ۱۵۰ صفحات کا وقیع مقدمہ بھی شامل ہے۔ جس میں مباحث حدیث کے علاوہ، امام ابوحنیفہؒ، علم حدیث، تقلید اور انکار حدیث جیسے اہم علمی موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ جلد اول میں کتاب الطہارت کے علاوہ صلوٰۃ میں باب ما جاء فی السکتتین تک اور جلد ثانی میں ابواب الوتر سے ابواب الصوم تک مباحث آگئے ہیں۔

مرتب نے بے حد جانفشانی سے کام کیا ہے اور جلد ثانی میں تو مرتب کے قلم میں خوب نکھار ہے، حوالہ جات کے علاوہ، ضروری حواشی اور اہم مسائل پر تفصیلی تعلیقات نے کتاب کی اہمیت کو دوبالا کردیا ہے۔ (ع ق)

القرآن الکریم مع تشریح المتشابہات مؤلف۔ قاری حافظ عبدالحلیم چشتی۔ پیش کردہ۔ صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازہ۔ لسبیلہ چوک۔ نشتر روڈ۔ کراچی۔ پتہ۔ مدرسہ حفظ القرآن اسلم روڈ۔ کراچی ۱

قرآن حکیم، اللہ رب العزت کا کلام ہے کلام الملوک ملوک الکلام، کلام الٰہی کی لاتعداد حیثیات میں جس نے بھی قرآن حکیم کے جس پہلو و حیثیت سے خدمت کی۔ یقیناً اجر عظیم کا مستحق بن گیا۔ حفظ قرآن میں سب سے بڑا اور اہم مسئلہ "متشابہات قرآنیہ" پر قابو پانا ہے۔ متشابہات سے مراد وہ آیات نہیں جو محکمات کے بالمقابل آیات ہوتی ہوں۔ بلکہ یہ حفاظ کی اپنی خاص اصطلاح ہے۔ کہ ایک جیسا لفظ اور ایک جیسا جملہ قرآن میں بار بار آیا ہے۔ جس کا حفظ کمزور ہوتا ہے یا تنبّہ اور تیقّظ نہ ہو تو وہ مغالطہ میں پڑکر ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔ خدمت قرآن کے سلسلہ میں ضرورت تھی کہ یہ بتادیا جائے کہ پورے قرآن میں متشابہ کہاں کہاں ہیں کتنے ہیں اور وہ کونسا طریقہ ہے کہ حافظ اس قسم کی غلطیوں سے بچ سکے۔

اللہ رب العزت نے جناب قاری عبدالحلیم کے نصیب میں یہ سعادت لکھی تھی۔ موصوف ہمہ تن ادھر متوجہ ہوئے۔ ہر متشابہ لفظ اور متشابہ جملہ پر خط کھینچا۔ اور پھر وہیں حاشیہ پر یہ لکھ دیا کہ یہ لفظ یا جملہ کہاں کہاں اور کتنی دفعہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ موصوف نے بڑی محنت، ہمت لگن اور جانفشانی سے یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ ہماری معلومات میں قاری صاحب پہلے شخص ہیں جنھوں نے متشابہات القرآن پر اس نئے انداز سے تحقیق کی۔ جو ہر لحاظ سے قابل تحسین اور موجب تشکر و امتنان ہے۔ (ع ق)

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور پاکستان ۔ مصنف ۔ زاہد منیر عامر۔ صفحات ۲۰۷۔ قیمت اعلیٰ ۱۵ روپے۔ عام دس روپے

ناشر۔ مکتبہ "لولاک" فیصل آباد۔

تقسیم ہند سے قبل کچھ جماعتیں اپنی مخلصانہ رائے اور صوابدید کی بناء پر قیام پاکستان کے حق میں نہ تھیں۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مجاہد اعظم شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اس تقسیم پر راضی نہ تھے۔ (اگرچہ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے اس کو دل و جان سے تسلیم کیا) سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مجلس احرار کے دیگر زعماء بھی ان کے ہمنوا تھے۔ بانی پاکستان مسٹر جناح کے ساتھ حضرت شاہ جی کی ہزار مخالفت کے باوجود جب ایک ملی غیرت اور مسلمانوں کی عزت کا مسئلہ پیش آیا اور ماسٹر تارا سنگھ نے تلوار اٹھا کر مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہانے کی دھمکی دی تو شاہ جی رحمہ اللہ نے ماسٹر تارا سنگھ کو یوں مخاطب کیا۔

"ماسٹر جی ہوش کے ناخن لو کیا کہتے ہو جس قوم کے فرزند خون کے سمندروں میں تیرتے رہے ہیں تم انہیں اپنی ننھی منی ندیوں سے ڈراتے ہو۔ پھر فرمایا مسٹر جناح کے مقابلے میں تارا سنگھ کی تلوار اٹھے گی تو اس کے مقابلے میں سب سے پہلے بخاری آئے گا۔ اسی طرح جب آپ کے رفیق جماعت مولانا مظہر علی اظہر نے قائد اعظم کی شادی کے متعلق ایک شعر کہا تو شاہ جی نے اس پر اظہار ناپسندیدگی فرماتے ہوئے مولانا سے کہا "تم نے ایک عفیفہ عورت پر الزام لگا کر اچھا نہیں کیا۔ مظہر علی تم ہار گئے ہو"

ایک موقع پر مسٹر جناح کے متعلق یہاں تک فرمایا۔ " ارے مرد تو تھا۔ جو بات پر ڈٹ گیا مرد کی طرح ڈٹ گیا خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ لاشوں کے انبار لگ گئے۔ مگر کوئی چیز مسٹر جناح کے عزم کو نہ ہلا سکی۔ کتاب کے یہ چھوٹے چھوٹے اقتباسات آپ کی وسعت ظرف اور للہی اخلاص کے ناقابل تردید شواہد ہیں۔

اس کے بعد جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو آپ اس کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو کر اس پر سو جان سے نثار و قربان اور اس کی ترقی و عظمت کے لئے کوشاں رہے۔ اور احرار کی ساری طاقت مسلم لیگ کے حوالہ کر دی لیکن اس کے باوجود بعض ناعاقبت اندیش لوگ آپ کی شخصیت کو داغدار کرنے کے لئے قیام پاکستان کی مخالفت کی آڑ میں اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے آرہے ہیں۔ حالانکہ اس پردۂ زنگاری میں سر ظفر اللہ کے نمک خواروں اور جسٹس منیر کے حاشیہ برداروں کا ہاتھ ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور پاکستان میں اس قضیہ پر کافی بحث کی گئی ہے۔ فاضل اور نوعمر مصنف کی یہ کاوش قابل داد و باعث تحسین و آفرین ہے کہ اس نے اہم موضوع پر قلم اٹھا کر سوانح شاہ جی میں اہم اضافہ کے ساتھ ساتھ ایک عقیدت کے رخ سے گرد و غبار صاف کرنے کی کامیاب سعی کی۔ (ا۔ ا۔ ف)

شفیق فاروقی

○ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی عمومی صحت بحمد اللہ کافی بہتر ہے ضعف و نقاہت اور آنکھوں کی تکلیف کے باوجود دو تین گھنٹے کے لیے دار العلوم تشریف لاتے ہیں اور باقاعدہ بخاری شریف اور کبھی ترمذی شریف کا ایک سبق پڑھاتے رہتے ہیں۔

○ دار المدرسین کے تین نئے زیر تعمیر مکانات مکمل ہوگئے ہیں مغربی جانب کے برساتی نالہ کی تعمیر کا کام جاری ہے جس پر ایک لاکھ روپے سے زائد مصارف آئیں گے اسی طرح دار العلوم کے جنوب میں عیدگاہ کے مشرق میں نئی خرید شدہ زمین کی حدبندی کا کام بھی ہو رہا ہے۔

○ سفارت مملکۃ عربیہ سعودیہ کے تعلیمی اور ثقافتی بیورو واقع لاہور کے ذریعہ کتابوں کا اہم ذخیرہ دار العلوم کو موصول ہوا۔ اسی طرح مولانا سمیع الحق نے اپنے دورہ مصر کے شیخ الازہر اور مجمع البحوث الاسلامیہ کی طرف سے دی گئی کتابیں بھی کتب خانہ دار العلوم میں داخل کیں اسی طرح مولانا سید ظاہر شاہ مرحوم گڑھی دولت زئی مردان کے ورثاء نے ان کی تقریباً ایک سو کتابیں دار العلوم میں داخل کیں۔ دار العلوم ان سب کا مشکور ہے۔

○ اس ماہ بھی دار العلوم میں ملک و بیرون ملک کے کئی اہم اصحاب علم و فضل نے قدم رنجہ فرمایا دار العلوم کو دیکھا اور حضرت مدظلہ کی زیارت کی بعض اہم اشخاص یہ ہیں۔ مولانا رشید الدین حمیدی مہتمم مدرسہ شاہی مراد آباد انڈیا۔ مولانا عبدالحفیظ مکی خادم خاص و خلیفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ مکہ معظمہ۔ جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب انجمن خدام القرآن لاہور۔ مولانا عبداللہ خلجی مشیر صدر پاکستان معہ وفد علماء بلوچستان

○ وفد علماء راولپنڈی و اسلام آباد (بہ سلسلہ تبلیغی جماعت) مولانا ابراہیم لونتھو جوہانسبرگ افریقہ۔

○ مولانا سمیع الحق صاحب اپنے بعض احباب اور اساتذہ مولانا عبدالقیوم مولانا انوار الحق مولانا محمد ابراہیم اور جناب ممتاز خان کی معیت میں بقیۃ السلف مولانا عزیر گل مدظلہ اسیر مالٹا کی ملاقات اور مزاج پرسی کے لیے ان کے گاؤں گئے اور کافی وقت ان کی خدمت میں رہے مولانا کی بینائی بے حد کمزور ہے مگر بحمد اللہ عمومی صحت کافی تسلی بخش ہے۔

اظہار تعزیت پچھلے ماہ مولانا قاری سعید الرحمان صاحب جامعہ اسلامیہ راولپنڈی اور مولانا مفتی احمد الرحمان صاحب جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی کی والدہ محترمہ (جو حضرت اقدس مولانا عبدالرحمان کاملپوری شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور کی اہلیہ محترمہ تھیں کا انتقال ہوا) نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے پڑھائی اور دار العلوم کے کئی اور حضرات نے بھی شرکت کی۔ دار العلوم اور ادارہ الحق اس سانحہ غم میں برابر کا شریک ہے اور مرحومہ کے رفع درجات کا متمنی ہے تمام قارئین سے بھی ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی امید ہے (ادارہ)

UF
یونی فوم
جی نہیں! یہ نام کسی کیلئے بھی نیا نہیں
مشہور زمانہ
یونی فوم
کے
گدے، تکیئے اور کشن
دیرپا، نرم اور آرام دہ ہوتے ہیں
باذوق گھرانوں، دفتروں، اعلیٰ ہوٹلوں
سب جگہ حد درجہ مقبول
UNIFOAM
جدید ترین آٹومیٹک پلانٹ پر تیار کردہ
نہ اوّل نہ دوم
سب سے بہتر یونی فوم